بانی

شیخ التفسیر
حضرت مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ

مدیر مسئول

مولانا عبیداللہ انور
امیر انجمن خدام الدین لاہور

مدیر اعلیٰ

مجاہد الحسینی

۱۸ر محرم ۱۳۹۰ھ ، ۲۷ر مارچ ۷۰ء

ہدیہ ۲۵ پیسے

وَعَنْ عِيَاضِ بْنِ حِمَادٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "إِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى أَوْحَى إِلَيَّ أَنْ تَوَاضَعُوْا حَتّٰى لَا يَبْغِيَ أَحَدٌ عَلٰى أَحَدٍ وَلَا يَفْخَرَ أَحَدٌ عَلٰى أَحَدٍ" (رواه مُسْلِمٌ)

قَالَ أَهْلُ اللُّغَةِ: الْبَغْيُ التَّعَدِّيْ وَالْاِسْتِطَالَةُ

ترجمہ۔ حضرت عیاض بن حمار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ بیان کرتے ہیں، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر یہ وحی بھیجی ہے۔ کہ خاکساری اختیار کرو تاکہ کوئی کسی پر ظلم نہ کرے، اور نہ ہی کسی کے مقابلہ میں فخر کرے (اس حدیث کو امام مسلم نے ذکر کیا ہے۔

(اہل لغت نے "بغی" کے معنی زیادتی اور دست درازی کے بیان کئے ہیں۔

وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "إِذَا قَالَ الرَّجُلُ هَلَكَ النَّاسُ فَهُوَ أَهْلَكُهُمْ" رواه مسلم

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے بیان کرتے ہیں، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ کہ جب کوئی شخص یہ کہے۔ کہ آدمی ہلاک ہوگئے، تو وہی ان میں سے زیادہ ہلاک ہونے والا ہے۔ اس حدیث کو مسلم نے روایت کیا ہے۔

وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَقَاطَعُوْا، وَلَا تَدَابَرُوْا وَلَا تَبَاغَضُوْا، وَلَا تَحَاسَدُوْا، وَكُوْنُوْا عِبَادَ اللّٰهِ إِخْوَانًا۔ وَلَا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ أَنْ يَهْجُرَ أَخَاهُ فَوْقَ ثَلَاثٍ، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

ترجمہ۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ کہ قطع تعلقات نہ کرو، اور ایک دوسرے سے روگردانی نہ کرو، اور باہم بغض نہ رکھو، اور آپس میں حسد نہ کرو، اور اللہ تعالے کے بندو، بھائی بھائی بن جاؤ اور کسی مسلمان کے لئے جائز نہیں ہے کہ وہ اپنے بھائی کو تین روز سے زیادہ چھوڑ دے (بخاری و مسلم نے اس روایت کو ذکر کیا)

وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ أَنْ يَهْجُرَ أَخَاهُ فَوْقَ ثَلَاثٍ فَمَنْ هَجَرَ فَوْقَ ثَلَاثٍ فَمَاتَ دَخَلَ النَّارَ۔ رَوَاهُ أَبُوْ دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ عَلٰى شَرْطِ الْبُخَارِيِّ وَمُسْلِمٍ

ترجمہ۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کسی مسلمان کے لئے جائز نہیں ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی سے تین دن سے زیادہ ناراض رہے اور جو شخص تین دن سے زیادہ ناراض رہا اور اس عرصہ میں وہ مرگیا تو وہ دوزخ میں داخل ہوگا (ابوداؤد) علی شرط بخاری ومسلم)

وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا يَحِلُّ لِمُؤْمِنٍ أَنْ يَهْجُرَ مُؤْمِنًا فَوْقَ ثَلَاثٍ، فَإِنْ مَرَّتْ بِهٖ ثَلَاثٌ فَلْيَلْقَهٗ وَلْيُسَلِّمْ عَلَيْهِ، فَإِنْ رَدَّ عَلَيْهِ السَّلَامَ فَقَدِ اشْتَرَكَا فِي الْأَجْرِ، وَإِنْ لَمْ يَرُدَّ عَلَيْهِ فَقَدْ بَاءَ بِالْإِثْمِ، وَخَرَجَ الْمُسَلِّمُ مِنَ الْهِجْرَةِ رَوَاهُ أَبُوْ دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ حَسَنٍ قَالَ أَبُوْ دَاوُدَ: إِذَا كَانَتِ الْهِجْرَةُ لِلّٰهِ تَعَالٰى فَلَيْسَ مِنْ هٰذَا فِيْ شَيْءٍ

ترجمہ۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے بیان کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ کہ کسی مومن کے لئے یہ چیز جائز نہیں ہے کہ وہ کسی مومن سے تین روز سے زیادہ ناراض رہے۔ سو اگر وہ تین روز اس حالت میں گزر جائیں۔ تو اس سے جاکر ملاقات کرے اور اس کو سلام کرے، اگر وہ سلام کا جواب دے دے، تو اس مصالحت کے ثواب میں دونوں شریک ہوگئے۔ اور اگر وہ شخص اس کے سلام کا جواب نہ دے تو وہ گنہگار ہوا اور سلام کرنے والا ترک ملاقات کے گناہ سے بری ہوگیا ابوداؤد نے اس حدیث کو اسناد حسن کے ساتھ ذکر کیا ہے امام داؤد فرماتے ہیں۔ کہ اگر یہ ترک ملاقات محض اللہ تعالے کی خوشنودی کے لئے ہو تو اس میں کسی قسم کا گناہ نہیں ہے

وَعَنْ أَبِيْ أَيُّوْبَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ أَنْ يَهْجُرَ أَخَاهُ فَوْقَ ثَلَاثِ لَيَالٍ يَلْتَقِيَانِ فَيُعْرِضُ هٰذَا وَيُعْرِضُ هٰذَا۔ وَخَيْرُهُمَا الَّذِيْ يَبْدَأُ بِالسَّلَامِ، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

ترجمہ۔ حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ کسی مسلمان کو حلال نہیں ہے کہ وہ اپنے بھائی کو تین شب سے زیادہ چھوڑے رکھے دونوں باہم ملتے ہوں، تو ایک اس طرف منہ کرلے اور دوسرا اس طرف منہ کرلے۔ اور ان میں کا بہترین وہ ہے جو سلام کہنے میں ابتدا کرے (بخاری ومسلم)

وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِثْنَتَانِ فِي النَّاسِ هُمَا بِهِمْ كُفْرٌ: اَلطَّعْنُ فِي النَّسَبِ وَالنِّيَاحَةُ عَلَى الْمَيِّتِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

ترجمہ۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے بیان کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔ کہ دو چیزیں لوگوں میں موجود ہیں جس کی وجہ سے وہ جاہلیت کے کاموں میں مبتلا ہیں۔ ایک نسب میں طعن کرنا۔ دوسرے میت پر نوحہ کرنا (مسلم نے اس روایت کو ذکر کیا۔

قلب و نظر پہ اس سے برستی ہیں عظمتیں
انسانیت نواز پیام رسولؐ ہے
اُس میں رچی ہوئی ہیں بہاریں بہشت کی
جس خطۂ زمیں میں قیام رسولؐ ہے

مظفر گجراتی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خدام الدین لاہور

۱۸ر محرم الحرام ۱۳۸۹ھ
۲۷ر مارچ ۱۹۷۰ء

جلد ۱۵
شمارہ ۴۵

فون نمبر ۶۷۵۴۵

مندرجات

مدیر مسئول:
مولانا عبید اللہ انور مدظلہ

مدیر اعلیٰ:
مجاہد الحسینی

دستور ۱۹۵۶ء اور علماء کا مؤقف

خدام الدین کے گذشتہ چند شماروں میں پوری وضاحت کے ساتھ یہ موقف پیش کیا جا چکا ہے کہ ۱۹۵۶ء کے دستور کو نہ تو مکمل اسلامی آئین کہا جا سکتا ہے اور نہ ہی اسے علماءِ کرام اور دینی جماعتوں کی تائید و حمایت حاصل تھی، دینی جماعتوں اور علماء کرام نے اس کے نفاذ کے مرحلہ میں ایک نمائندہ اجلاس طلب کر کے اس خطرہ کی نشاندہی کی تھی کہ پاکستان میں اسلام کے نام پر کفر نافذ کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے اور علماء کو اس خطرہ کا مقابلہ کرنے کے لئے میدانِ عمل میں آ جانا چاہئے ——!

اس واضح مؤقف کے باوجود جمعیۃ علماءِ اسلام کے ناظمِ اعلیٰ حضرت مولانا مفتی محمود صاحب پر دستور ۱۹۵۶ء کے حامیوں اور ان کے بعض نئے مؤیدوں نے الزام لگایا ہے کہ انہوں نے اس دستور کی حمایت کرتے ہوئے ایک عظیم الشان فتح قرار دیا تھا اور اس جملہ کو دستور ۵۶ء کی بطور حمایت استعمال کیا کرتے ہیں۔

ذیل میں ہم مفتی محمود صاحب کی طرف سے مختلف مکاتبِ فکر کے نام جاری کردہ اس "دعوت نامہ" کی پوری عبارت درج کئے دیتے ہیں جو آپ نے ۷، ۸، ۹، اکتوبر ۱۹۵۶ء کو ملتان میں منعقد ہونے والی علماء کی نمائندہ کنونشن کے لئے جاری کیا تھا۔ اس کنونشن کی مجلس استقبالیہ کے صدر شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ تھے اور ناظم مولانا مفتی محمود صاحب!

دعوت نامہ درج ذیل ہے:

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ ——
جمہور مسلمین بالخصوص علماء کرام کی مساعی جمیلہ سے پاکستان کی دستور ساز اسمبلی نے یہ طے کر لیا کہ پاکستان میں کوئی بھی قانون ساز ادارہ کتاب و سنت کے خلاف قانون بنانے کا مجاز نہ ہوگا یہ ایک "عظیم الشان فتح" ہے۔ جس سے دیندار طبقہ ملحدین کی بے پناہ طاقت کے مقابلہ میں ہمکنار ہوا۔ اس پر ہم خداوندِ جلّ و علا کا بے غایات شکر ادا کرتے ہیں۔

اب اگر کفر جہار کے نفاذ سے ملک ایک حد تک بحمداللہ بچ گیا ہے مگر آپ پر واضح رہے کہ مسلمانوں کے ملک میں (جسے اسلام کے نام سے حاصل کیا گیا ہو) کفر صریح کا نفاذ فی نفسہ بہت مشکل امر تھا اس کے خلاف مسلمانوں کا متحد ہو جانا اور بیک آواز اسے مسترد کر دینا ایک طبعی تقاضا تھا اس لئے مخالفین تمام قوتوں اور مادی وسائل کے باوجود عامۃ المسلمین کے متحدہ مطالبہ کے مقابلہ میں شکست کھا گئے اور بالآخر ان کے علی الرغم یہ ملک اسلامی جمہوریہ بن کر رہا۔ لیکن اس پر مطمئن ہو جانا اور اسے سفر کی آخری منزل سمجھ لینا کسی طرح بھی جواز نہیں رکھتا۔ بلکہ اب اس وقت ایک عظیم الشان خطرہ سر پر ہے اور اہلِ بصیرت کی دُور بیں نگاہیں دیکھ رہی ہیں کہ یہ خطرہ کسی وقت بھی حقیقت بن کر خرمن مراد کو سپردِ آتش کر سکتا ہے آپ کو معلوم ہونا چاہئے کہ ملک کا بے دین اور مغربیت کا شیدائی طبقہ یہ تہیہ کر چکا ہے کہ کتاب و سنت کے نام سے وہ سب کچھ بروئے کار لائے گا جسے وہ لادینی ریاست بنا کر اس میں نافذ کرنے کے متمنی تھے اور ہر قبیح سے قبیح تر اور ظلم سے بدتر ظلم نیز غیر اسلامی افکار و لادینی احساسات و خیالات پر کتاب و سنت کا خوشنما، جاذب، مسحور کن لیبل چسپاں کر کے اس کے عوض سادہ لوح مسلمانوں کے متاعِ ایمانی کو علی الاعلان لُوٹا جائے گا۔

جیسا کہ قبل از وقت آپ یتیم پوتے کی وراثت کے بل اور شادی کمیشن کی

(باقی صـ۱۲ پر)

(قسط ۳)

توبہ کی حقیقت

حافظ قاری فیوض الرحمٰن ایم اے (عربی، علوم اسلامیہ، اردو)

حضور علیہ السلام کی اپنے لئے دعا

عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یَقُوْلُ " اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ الَّذِیْنَ اِذَا اَحْسَنُوْا اسْتَبْشَرُوْا وَ اِذَا اَسَاءُوْا اسْتَغْفَرُوْا " (رواہ ابن ماجہ والبیہقی)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا فرمایا کرتے تھے۔ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ الَّذِیْنَ اِذَا اَحْسَنُوْا اسْتَبْشَرُوْا وَاِذَا اَسَاءُوْا اسْتَغْفَرُوْا " اے اللہ! مجھے اپنے اُن بندوں میں سے کر دے جو نیکی کریں تو خوش ہوں اور ان سے جب کوئی غلطی اور برائی سرزد ہو جائے تو تیرے حضور میں استغفار کریں"۔

تشریح کسی بندہ کو اُن اچھے اعمال کی توفیق ملنا جن کے صلہ میں جنّت اور رضائے الٰہی کا وعدہ ہے۔ اس بات کی علامت اور نشانی ہے کہ اس پر اللہ تعالےٰ کی نظرِ عنایت ہے اس لئے اس کا حق ہے اور اس کو چاہیئے کہ وہ اچھے اعمال کی اس توفیق پر خوش ہو اور شکر ادا کرے۔ قرآن مجید میں ارشاد فرمایا گیا ہے ــــ "قُلْ بِفَضْلِ اللّٰہِ وَ بِرَحْمَتِہٖ فَبِذٰلِکَ فَلْیَفْرَحُوْا" (اللہ کے فضل اور اس کی رحمت و عنایت پر اس کے بندوں کو خوش ہونا چاہیئے) اسی طرح جب کسی بندہ سے کوئی چھوٹی بڑی معصیت یا لغزش ہو جائے تو اُسے اس کا رنج اور دُکھ ہونا چاہیئے اور فوراً اللہ سے معافی مانگنا چاہیئے جس بندہ کو یہ دونوں باتیں حاصل ہوں وہ بڑا خوش نصیب ہے۔ آپؐ خود اپنے لئے دعا فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ مجھے بھی یہ دونوں باتیں نصیب فرمائے۔

توبہ و استغفار سے گناہوں کی سیاہی کا ازالہ

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْمُؤْمِنَ اِذَا اَذْنَبَ کَانَتْ نُکْتَۃٌ سَوْدَاءُ فِیْ قَلْبِہٖ فَاِنْ تَابَ وَ اسْتَغْفَرَ صُقِلَ قَلْبُہٗ وَ اِنْ زَادَ زَادَتْ حَتّٰی تَعْلُوَا قَلْبَہٗ فَذٰلِکُمُ الرَّانُ الَّذِیْ ذَکَرَ اللّٰہُ تَعَالٰی " کَلَّا بَلْ رَانَ عَلٰی قُلُوْبِھِمْ مَّا کَانُوْا یَکْسِبُوْنَ ۵ (رواہ احمد والترمذی وابن ماجہ)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مومن بندہ جب کوئی گناہ کرتا ہے تو اس کے نتیجہ میں اس کے دل پر ایک سیاہ نقطہ لگ جاتا ہے پھر اگر اُس نے اس گناہ سے توبہ کی اللہ تعالےٰ کے حضور میں معافی اور بخشش کی التجا و استدعا کی تو وہ سیاہ نقطہ زائل ہو کر دل صاف ہو جاتا ہے اور اگر اس نے (گناہ کے بعد توبہ و استغفار کے بجائے) مزید گناہ کئے تو دل کی وہ سیاہی اور بڑھ جاتی ہے یہاں تک کہ دل پر چھا جاتی ہے۔ آپؐ نے فرمایا یہی وہ زنگ اور سیاہی ہے جس کا اثر اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں ذکر فرمایا ہے۔ کَلَّا بَلْ رَانَ عَلٰی قُلُوْبِھِمْ مَّا کَانُوْا یَکْسِبُوْنَ (کہ ان لوگوں کی بدکرداریوں کی وجہ سے ان کے دلوں پر زنگ اور سیاہی آ گئی ہے)

تشریح اس حدیث سے معلوم ہوا کہ گناہوں اور بدکرداریوں کی وجہ سے صرف کافروں ہی کے دل سیاہ نہیں ہوتے بلکہ مسلمان بھی جب گناہ کرتا ہے تو اس کے دل میں بھی گناہ کی نحوست سے ظلمت و تاریکی پیدا ہوتی ہے لیکن اگر وہ سچے دل سے توبہ و استغفار کر لے تو یہ سیاہی اور ظلمت ختم ہو جاتی ہے اور دل حسبِ سابق صاف اور نورانی ہو جاتا ہے۔ لیکن اگر گناہ کے بعد توبہ و استغفار نہ کرے بلکہ معصیت و نافرمانی ہی کے راستہ پر آگے بڑھتا رہے تو پھر یہ ظلمت برابر بڑھتی رہتی ہے ــ یہاں تک کہ پورے دل پر چھا جاتی ہے اور کسی مسلمان کے لئے بلاشبہ یہ انتہائی بدبختی کی بات ہے کہ گناہوں کی ظلمت اس کے دل پر چھا جائے اور اس کے دل میں اندھیرا ہی اندھیرا ہو جائے۔

خطاکاروں میں اچھے کون ہیں

عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کُلُّ بَنِیْ اٰدَمَ خَطَّاءٌ وَخَیْرُ الْخَطَّائِیْنَ التَّوَّابُوْنَ ۔ (رواہ الترمذی وابن ماجہ والدارمی)

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ ہر آدمی خطاکار ہے (کوئی نہیں ہے جس سے کبھی کوئی خطا اور لغزش نہ ہو) اور خطاکاروں میں وہ بہت اچھے ہیں جو (خطا و قصور کے بعد) مخلصانہ توبہ کریں اور اللہ تعالےٰ کی طرف رجوع کریں۔

تشریح مطلب یہ ہے کہ خطا اور لغزش تو گویا آدمی کی سرشت میں ہے، آدم کا کوئی فرزند اس سے مستثنیٰ نہیں۔ لیکن وہ بندے بڑے اچھے اور خوش نصیب ہیں جو خطا و قصور اور گناہ کے بعد نادم و پشیمان ہو کر اپنے مالک کی طرف رجوع ہوں اور توبہ و استغفار کے ذریعہ اس کی رضا و رحمت حاصل کریں۔

توبہ سے گناہ معاف ہو جاتے ہیں

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلتَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ کَمَنْ لَّا ذَنْبَ لَہٗ ۔ (رواہ ابن ماجہ والبیہقی)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے

(باقی صفحہ ۱۷ پر)

مجلسِ ذکر

اسلامی تہذیب کو اپنائیے!

حضرت مولانا عبیداللہ انور دامت برکاتہم ——— مرتبہ: محمد عثمان غنی

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى: اَمَّا بَعْدُ:-
فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ:-

يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُوْدَ وَالنَّصٰرٰٓى اَوْلِيَآءَ ۘ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ؕ وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاِنَّهٗ مِنْهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۝ (المائدہ ۵۱)

ترجمہ: اے ایمان والو! یہود اور نصاریٰ کو دوست نہ بناؤ وہ آپس میں ایک دوسرے کے دوست ہیں اور جو کوئی تم میں سے ان کے ساتھ دوستی کرے تو وہ انہی میں سے ہے۔ اللہ ظالموں کو ہدایت نہیں کرتا۔

تہذیب مغرب کی آندھیاں

بزرگانِ محترم و معزز حاضرین!

جب اندھیرا آتا ہے تو ہر گھر میں تاریکی ہو جاتی ہے۔ روشنی آتی ہے تو ہر گھر میں چمک ہو جاتی ہے۔ اگر آندھیاں آتی ہیں تو ہر گھر مٹی سے اَٹ جاتا ہے۔ اب مغربی تہذیب کی آندھیاں چل رہی ہیں دنیا کے متمدن، غیر متمدن سب ایک رَو میں بہے چلے جا رہے ہیں ——— میں بعض اوقات مثال دیا کرتا ہوں کہ ٹائی یعنی صلیب عیسائیوں کی نشانی ہے آپ دیکھیں انگریز کے بیر کمیونسٹ تو بدترین دشمن ہیں لیکن کوسیگن بھی اسی طرح ٹائی باندھتا ہے جس طرح جانسن باندھتا ہے۔ یعنی تہذیب اُن کی کس طرح اِن کو اپنے رنگ میں رنگ چکی ہے۔ اس سے کسی کو مفر نہیں۔ ہمارا ناصر بظاہر کس قدر انگریزی تہذیب و تمدن کا دشمن ہے۔ امریکہ اور برطانیہ کو جب خطاب کرتا ہے تو اَيُّهَا الْكِلَابُ یعنی کتّے کہہ کر پکارتا ہے لیکن ٹائی پھر بھی بندھی ہوتی ہے ——— دوست دشمن سب مغربی تہذیب کے دلدادہ ہو چکے ہیں۔ کاش! اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی تعلیم کو اپنایا ہوتا تو آج دنیا میں آپ کی عزت زیادہ ہوتی۔ آپ بجائے اس کے کہ مغربی تہذیب میں رنگے ہوئے ہوتے، اسلامی تہذیب دنیا کو سکھاتے۔

مغربی ممالک نے مشرق سے تہذیب سیکھی

دیکھئے عرصہ دراز تک بنو امیہ اور بنو عباس کے دور میں یورپین اقوام مسلمانوں سے تہذیب سیکھتی رہیں، انہوں نے علوم و فنون مسلمانوں سے سیکھے، ان پر مسلمانوں کی تہذیب کا اتنا اثر تھا کہ چرچل جب برطانیہ کا وزیراعظم ہوا تو برٹش میوزیم میں گیا۔ اس نے جب وہاں برطانوی سکہ دیکھا تو اس کے آنسو جاری ہو گئے۔ اس کے ساتھیوں نے پوچھا کہ کیا بات ہے؟ اس نے کہا کہ ایک وقت ہم پر آج سے پانچ سات سو سال پہلے ایسا گذرا ہے کہ ہم اتنے نااہل تھے کہ یہ سکہ برطانوی حکمران کا ہے اور ڈھلا ہے بغداد میں۔ ایک طرف کلمہ اور بغداد کا نام لکھا ہوا ہے اور دوسری طرف برطانوی حکمران کا نام لکھا ہوا ہے۔ اس وقت ہماری کمزوری کی یہ حالت تھی کہ ہم مسلمانوں کے سامنے بے حد مجبور تھے۔

آج آکسفورڈ اور کیمبرج کے سوا کسی کو ڈگری پسند نہیں۔ اگر صنعت و حرفت کے لئے جاتے تو پھر بھی مضائقہ نہ ہوتا لیکن افسوس یہ ہے کہ اپنا دین بھی بیچ کھاتے ہیں، اپنی عاقبت بھی تباہ کرتے ہیں اور کوئی نہیں سوچتا کہ اس کا مداوا اور علاج کیا ہوگا؟ ذرا اپنے گریبانوں میں منہ ڈال کر دیکھئے۔

اپنی تہذیب منوانی پڑتی ہے!

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ وَمَا ظَلَمَهُمُ اللّٰهُ وَلٰكِنْ اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ۝ اللہ تعالیٰ ظلم نہیں کرتا، انسان اپنے عمل کی وجہ سے خود اپنے آپ پر ظلم کرتا ہے۔ اللہ تو کہتے ہیں اس راستے کو اختیار نہ کرو جو جہنم میں جاتا ہے ؎

ترسم کہ نہ رسی بکعبہ اے اعرابی
ایں راہ کہ تو میروی بترکستان است

انگریز عورت نے اسلامی تہذیب کی قدر کی

مولانا عزیز گل صاحب ابھی زندہ ہیں حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھیوں اور حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کے خاص شاگردوں میں سے ہیں ان کے گھر میں اہلیہ تھی برطانوی النسل۔ سر فرانسس مُودی یہاں گورنر لگا ہوا تھا، اس کی بہن اسلام میں ریسرچ کرتے کرتے مسلمان ہو گئی۔ حضرت مدنی رحؒ کے ہاتھ پر دیوبند میں آکر مسلمان ہوئی۔ اس نے کہا اب میں مسلمان ہوں مجھے کسی مسلمان سے نکاح کرنا چاہئے۔ مولانا عزیز گل وہاں دیوبند میں پڑھاتے تھے۔ ان کی اہلیہ وفات پا گئی۔ حضرت مدنیؒ نے ان سے رشتہ کرا دیا۔ تقریباً دو تین برس ہوئے مردان کے قریب سخی کوٹ کے ایک نواحی علاقہ میں اُن کا انتقال ہوا۔ لیکن ان کے پہلے انگریز خاوند سے ایک بیٹا اور بیٹی تھی۔ انہوں نے ملنے کی خواہش ظاہر کی۔ انہوں نے بیٹی کو لکھا کہ میں مسلمان ہوں، اسلامی تہذیب کے سوا تمہاری شکل دیکھنا پسند نہیں کرتی اگر تم آنا چاہتی ہو تو پشاور ہوائی اڈے پر اپنا برقع بھیج دوں گی تم میرا برقع پہن کر میرے گھر آؤ۔ اور جاتے ہوئے بھی برقع پہن کر ہوائی جہاز تک جانا۔ اگر یہ شرط منظور ہے تو اجازت ہے۔ اندازہ لگائیے انہوں نے کس طرح اسلام کی تعریف کی۔ چنانچہ ان کی بیٹی آئی اور اس نے اسی طرح کیا اور جتنے دن رہی اندر ہی رہی۔

ایک اور انگریز خاتون کی اسلام دوستی

ہمارے ہاں بھی انگلستان کی ایک

خاتون ثریا آیا کرتی ہے - حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے مضامین کا انگریزی ترجمہ ہمارے بعض احباب نے چھپوایا اُن کو پڑھ کر وہ مسلمان ہوئی، دو بچے ہیں اُن کو قرآن حفظ کرانا چاہتی ہے، راؤ شمشیر علی صاحب کی بیوی ہے خدام الدین میں ان کے مضامین بھی چھپتے رہتے ہیں - اُس خاتون نے مجھ سے کہا کہ لڑکیاں جو ناخنوں پر پالش (نیل پالش) لگاتی ہیں، اس سے وضو نہیں ہوتا - اسی طرح اس نے یہاں پر عورتوں کے دوپٹے دیکھے کہ بجائے سر پر اوڑھنے کے محض فیشن کے طور پر آر پار ڈال لئے جاتے ہیں - اس پر بھی اس نے اعتراض کیا تو یہاں کے لوگوں نے بُرا منایا - وزیر آباد کے قریب موضع احمد نگر میں اس کے شوہر کا وطن مالوف ہے - وہاں بھی اُس نے اپنے خاندان کے عزیزوں کو ٹوکا کہ تم نماز نہیں پڑھتے، کیسے مسلمان ہو؟ پھر اُس نے نماز پڑھتے ہوئے دیکھا تو اُن لوگوں کی نماز میں کوتاہیاں تھیں، اُس نے اعتراض کیا ــــ میں اتفاق سے وہاں گیا تو اُس نے اظہارِ بیزاری کیا کتنی شرم کی بات ہے کہ لندن سے آئی ہے اور یہاں کے نسلی مسلمانوں کو بتاتی ہے کہ تمہاری نمازوں میں فلاں فلاں کوتاہیاں ہیں - وہ نمازیں پڑھتی ہے اور یہ نمازوں کا مذاق اڑاتے ہیں -

معیارِ محبت

اسی لئے کہتا ہوں کہ جو نیک عمل ہے انسان کا وہی اللہ تعالیٰ کو پسند ہے، اللہ کے محبوب کو پسند ہے آپ کو اگر حضورؐ سے محبت ہے تو حضورؐ کے اخلاق و عادات کو اپنائیے - حضرت عمر فاروقؓ اور حضرت صدیق اکبرؓ نے حضورؐ کے عمل کو، اخلاق کو اپنایا، سارا اثاثہ راہِ خدا میں لٹا دیا - اور ان کے کردار کی بلندی دیکھئے ــــ حضرت صدیق اکبرؓ سے ان کے بیٹے نے کہا کہ فلاں جنگ میں آپ میری زد میں تھے میں چاہتا تو آپ کا قصہ تمام کر دیتا - تو صدیق اکبرؓ نے فرمایا - کاش! تم میری زد میں ہوتے، میں تمہیں کبھی معاف نہ کرتا کیوں؟ کہ یہ "اسلام" خدا اور رسولؐ کا مذہب ہے، یہ باپ اور بیٹے کو معاف کرنے کا مذہب نہیں -

حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) سے کہا گیا کہ یا رسول اللہ! فاطمہ مخزومیہ نے چوری کی ہے اسے آپ معاف فرما دیں کیونکہ اسلام ابھی نیا نیا ہے اور یہ وجیہہ خاندان کی ہے - آپؐ نے فرمایا - یہ تو فاطمہ مخزومیہ ہے اگر فاطمہ بنتِ محمدؐ بھی چوری کرتی تو میں خدا کی قسم اُس کے ہاتھ بھی کاٹ ڈالتا ــــ یہ قسم نبی کھا رہا ہے، کوئی مذاق نہیں ــــ تو قانون اپنے پرائے سب کے لئے یکساں ہو تب قانون ہے، چور دروازہ آپ رکھتے ہیں تو پھر کوئی قانون نہیں میرا مطلب یہ ہے کہ دوسروں سے تو کہیں کہ اسلام یہ ہے اور خود اس پر عمل نہ کریں تو اُن کو کیا حق پہنچتا ہے کہ دوسروں کو کہیں - اور دوسرے کب پسند کرتے ہیں؟ ــــ اللہ تعالیٰ ہمیں اسلام کی عزت اور پاسداری کی توفیق دیں - اس پر خود عمل کریں - کیونکہ یہ خدا اور رسولؐ کا پسندیدہ مذہب ہے - تب تو عزت کی بات ہے لیکن اگر آپ اس پر عمل کرتے ہوئے کھسیانے ہوتے ہیں یا آپ کو شرم اور عار محسوس ہوتی ہے تو پھر یقین جانئے کہ میرا اور آپ کا ایمان کھوٹا ہے کھرا نہیں - اللہ تعالیٰ محمدی ایمان نصیب فرمائیں -

پنجابی اسلام اور محمدیؐ اسلام کا موازنہ

حضرتؒ فرمایا کرتے تھے میری داڑھی سفید ہو گئی ہے پتہ نہیں چلا پنجابی اسلام میں اور محمدیؐ اسلام میں یہ زمین اور آسمان کا فرق کیوں ہو گیا؟ فرمایا کرتے تھے "ہر کفر کہ کہنہ شد مسلمانی شُد" - جس کو اسلام نے روکنا چاہا تھا مسلمان وہی اختیار کرتے ہیں اور اگر اس کے خلاف جو صحیح اسلام کو اپناتے ہیں انہیں وہابی کہتے ہیں - فرمایا کرتے تھے - مسلمان فرض روزے نہ رکھے، فرض نمازیں نہ پڑھے فرض زکوٰۃ نہ دے، حج فرض نہ کرے لیکن پنجابیوں نے اپنی طرف سے جو رسم و رواج بنا رکھے ہیں اُن میں ضرور شریک ہو تو پکا مسلمان ہے اور جو پورے اسلام پر عمل کرے لیکن اُن کے خود ساختہ اسلام کی مخالفت کرے وہ وہابی - اللہ تعالیٰ نے آپ کے سامنے پوری کتاب رکھی ہے ہر زبان میں قرآن کا ترجمہ موجود ہے جو آپ پڑھ سکتے ہیں انشاء اللہ یہ آپ کی نجات کے لئے بہت بڑی چیز ہو گی اور یہ جو سُنا سنایا اور بناوٹی دین ہے اور رسم و رواج کا دین ہے یہ کوئی دین نہیں - ہو سکتا ہے کہ دین کے نام سے آپ دھوکے میں ہوں - اور قیامت کے دن اللہ تعالیٰ بازپُرس کریں تو دھر لئے جائیں - یعنی میں کہنا یہ چاہتا ہوں کہ آپ چاہے کتنے ہی یوم منا منا کر بتیاں جلائیں، دیے جلائیں اور سمجھیں کہ یہ نجات ہے یہ ایسا نہیں ہے بلکہ قرآن کی رُو سے تو اس پر عذاب کا فتویٰ ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے اِنَّ الْمُبَذِّرِیْنَ کَانُوْٓا اِخْوَانَ الشَّیٰطِیْنِ ط (بنی اسرائیل ٢٧) بلاوجہ اور بے محابا اسراف کرتے ہیں اور شیطان کے بھائی بند بنتے ہیں - اور افسوس کی بات یہ ہے کہ کسی کو احساس تک نہیں ہوتا - اگر وہ روپیہ یتامیٰ اور بیوگان کے لئے خرچ کرتے یا اسلام کی تبلیغ پر خرچ کرتے تو اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کا باعث بنتا -

اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ حق کو حق اور ناحق کو ناحق دیکھنے کی توفیق دے اَرِنَا الْحَقَّ حَقًّا وَّ اَرِنَا الْبَاطِلَ بَاطِلًا، حق کو حق پہچانیں، باطل کو باطل پہچانیں - اگر یہ بات علماء کی صحبت سے پیدا نہیں ہوتی تو پھر آپ کا سارا وقت ضائع اور برباد گیا - اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو ایمان کی جرأت اور طاقت دے - آمین -

وَ اٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ط

ضروری التماس

مضمون نگار حضرات مضمون کاغذ کے ایک طرف اور خوشخط لکھا کریں۔ ورنہ اشاعت ممکن نہیں ہوگی!

★ ـــــــ مینجر

دیوبند اور علی گڑھ

مسلم معاشرہ کی اصلاح کیلئے دو موثر تحریکیں

ایک حقیقت پسندانہ جائزہ

(جناب میجر جنرل فضل مقیم خان صاحب)

ذیل کا مقالہ یکم جنوری ۱۹۷۰ء کو شام ہمدرد کی تقریب منعقدہ لاہور میں پڑھا گیا۔

صدر محترم و معزز خواتین و حضرات!

حکیم صاحب کبھی کبھار مجھے بھی یاد فرما لیتے ہیں۔ اس مرتبہ تو انہوں نے میرے لیے موضوع یعنی نئی نسل کدھر بھی ایسا چنا ہے کہ جس کی اہمیت کا احساس تو عام طور پر سب کو ہے لیکن نئی نسل کو سمجھنے اور ان کے بارے میں عملاً کچھ کرنے کا جہاں تک تعلق ہے ایسے لوگ کم ہی نظر آتے ہیں۔

دلی کے ایک پرانے شناسا نے ایک دن مجھ سے کہا کہ جنرل صاحب "آجکل کے لونڈے تو بے قابو تھے ہی اب تو لونڈیاں بھی ہاتھوں سے نکلی جا رہی ہیں"۔ یہ دیکھتے اور سمجھتے تو سب ہیں لیکن ایسا کیوں ہوا۔ کس طرح ہوا۔ اس میں کیا کیا خرابیاں ہیں اور ان کا سدباب کس طرح کرنا چاہیئے۔ یہ باتیں بہت کم لوگ سوچتے ہیں۔ میرے لیے بھی اس ایک نشست میں ان سب سوالوں کا تفصیلی جائزہ لینا نہ تو ممکن ہی ہے اور نہ غالباً آپ اس کی امید ہی رکھتے ہوں گے "نئی نسل کدھر" اس کا آسان سا جواب تو یہ ہے کہ "جدھر ہم اسے لیے جا رہے ہیں۔ لیکن انسانی مسائل کے حل اگر اتنے آسان ہوتے تو انہیں مسائل سے تعبیر ہی کیوں کیا جاتا۔

سب سے پہلے تو یہ متعین کر لینا ضروری ہے کہ "نئی نسل کدھر" کا مطلب کیا ہے۔ یہ سوال کب اور کن وجوہات کی بنا پر اٹھا اور آجکل کیوں زور پکڑتا جا رہا ہے۔ دراصل "نئی نسل کدھر" میں دو سوال مضمر ہیں اولاً یہ کہ ہمارے نوجوان کس راستے پر جا رہے ہیں۔ اور دوسرے یہ کہ ان کے لیے کون سا راستہ موزوں ہے دونوں سوال ہمارے معاشرہ میں کچھ نئے سے معلوم ہوتے ہیں لیکن اتنے نئے بھی نہیں۔ تاریخی نقطۂ نگاہ سے یہ دونوں سوال اس وقت اٹھے جب مسلمان ۱۸۵۷ء میں انگریزوں کے خلاف اپنی جنگ کے آخری معرکے میں شکست کھانے کے بعد انگریزوں کا بنایا ہوا "نظام تعلیم" اختیار کرنے پر مجبور ہوئے اور اس تعلیم کے نتیجے میں فرنگی تہذیب کے اثرات مسلم سوسائٹی میں ظاہر ہونے لگے۔ اس رجحان کے خلاف اسی وقت سے اعتراضات کیے جانے لگے۔ یہیں سے پہلی مرتبہ ہمارے معاشرے میں "نئی نسل کدھر" کا سوال اٹھا اور اس کا حل پیش کرنے کی روایات بھی قائم ہونے لگیں۔

اس برصغیر کے مسلمانوں کی جدید تاریخ میں جو ۱۸۵۷ء کے فوراً بعد سے شروع ہوتی ہے۔ دو عظیم شخصیتوں نے عملی مگر بالکل مختلف راستے دکھائے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ مقصد دونوں کا ایک ہی تھا اور وہ یہ کہ "بدلتے ہوئے حالات کے تقاضے کون سے طریقے سے پورے کر سکتے ہیں" ایک تھے مولانا محمد قاسم نانوتوی اور دوسرے سرسید احمد خاں اور دونوں اتفاق سے ایک ہی استاد یعنی مولوی مملوک علی صاحب کے شاگرد تھے ایک طرف مولانا محمد قاسم نانوتوی نے جنہیں دارالعلوم دیوبند کا اصلی بانی کہنا چاہیئے۔ روائتی دینی تعلیم پر زور دیا اور جو چیز اسلام کی روح کے خلاف نظر آئی اسے بالکل نکال باہر کیا۔ چنانچہ انگریزی تعلیم غرضیکہ ہر انگریزی چیز دین کے خلاف قرار پائی اور چند سال میں "دیوبند" بذات خود ایک تحریک بن گئی۔

دوسری طرف سید احمد خان علی گڑھ تحریک کے بانی اور روح رواں نے محمڈن اینگلو اورنٹیل کالج کی بنیاد رکھی جو بعد میں مسلم یونیورسٹی بنی سرسید نے انگریز کا بنایا ہوا طریقہ تعلیم اپنایا لیکن یہ تعلیم اسلامی ماحول کے اندر رائج کی۔ کالج کا نشان یونیفارم بی اے تک دینیات اور اردو کی لازمی تعلیم نماز کی پابندی وغیرہ سب اسی مقصد کے لیے تھے۔

ان دو مختلف تحریکوں نے اس برصغیر کے مسلمانوں پر اور مسلم معاشرہ پر بہت گہرا اثر ڈالا چنانچہ بعد کی تمام تعلیمی تحریکیں انہی سے متاثر ہوئیں لیکن دیوبند اور علی گڑھ کے وجود میں آتے ہی یہ سوال کہ "نئی نسل کدھر جا رہی ہے" یا کون سا راستہ اختیار کر رہی ہے۔ اٹھنا شروع ہو گیا دیوبند سے ہمارے معاشرے کی اقدار اور نظریات (IDEALS) کو خطرہ نہیں تھا۔ دیوبند تو انہیں روائتی انداز ہی میں زندہ رکھنے کی کوشش میں تھا۔ دوسرے دینی معاملات کو زیر بحث لانا یا ان پر تنقید کرنا کوئی عقلمندی کی بات بھی نہیں سمجھی جاتی تھی۔ اس کے برعکس بدیشی اقدار اور فرنگی تہذیب مسلم معاشرہ کی اقدار اور نظریات (IDEALS) سے بظاہر متصادم نظر آتے تھے۔ اس لیے یہ سوال خاص طور پر ان ہی جوانوں کی بابت پوچھا جاتا تھا جو انگریزی تعلیم حاصل کر رہے تھے اور اس کے نتیجہ میں انگریزی تہذیب کو بھی آہستہ آہستہ اپنا رہے تھے لیکن یہاں یہ بات سمجھ لینا ضروری ہے کہ تنقید نئی تعلیم حاصل کرنے کے خلاف نہ تھی کیونکہ ان میں بہت سے مضامین تو وہی تھے جو ہمارے نصاب میں پہلے بھی شامل تھے مخالفت البتہ نئے طریقۂ تعلیم اور مغربی طرز کے تمدن کی تھی۔ تنقید کرنے والوں میں سب سے زور دار اور ہردلعزیز آواز اکبر الہ آبادی کی تھی شاید اسی لیے کہ انہوں نے تنقید کا ذریعہ اپنی شاعری کو بنایا جس میں طنز و مزاح سے پورا پورا کام لیا گیا مثال کے طور پر ان کا ایک شعر کتنا زور دار اور ہمہ گیر ہے

یوں قتل پہ بچوں کے وہ بدنام نہ ہوتا
صد حیف کہ فرعون کو کالج کی نہ سوجھی

اکبر اور ان کے ہمنواؤں نے تنقید کی ایسی

روایت قائم کی۔ جنہوں نے "نئی نسل کدھر جا رہی ہے" تو کہا لیکن خود کوئی متبادل راہ نہ دکھائی تعمیری تنقید کی روایت کا سہرا مولانا حالی کے سر بندھا جسے علامہ اقبال نے مکمل و مثبت بنایا۔ ان دونوں عظیم شخصیتوں اور ان کے دوسرے ہم خیالوں نے جہاں یہ سوال اٹھایا کہ ہمارے نوجوان کدھر جا رہے ہیں، وہاں یہ بھی بتانے کی کوشش کی کہ کون سا راستہ ان کے لیے موزوں ہے۔ علامہ اقبالؒ نے تو ایک مخصوص فلسفہ تعلیم و تربیت بھی پیش کیا اس کے باوجود ہماری بدقسمتی تھی کہ ان نقادوں نے راستہ کا تعین تو کیا لیکن اپنے وقت کے نوجوانوں سے اس پہ عمل نہ کرا سکے۔ کیونکہ انگریز حکمران سوائے اپنے فلسفہ تعلیم کے کسی اور طریقہ کو ماننے کے لیے تیار نہیں تھا۔

وقت کے ساتھ ساتھ یہ سوال کہ "نئی نسل کدھر جا رہی ہے" پوچھنے کی رفتار بھی بڑھتی گئی۔ بلکہ آزادی کے بعد تو اس میں اور بھی گھن گرج آ گئی اگر یہ سوال پہلے اپنی اقدار کی تباہی کے ڈر سے پوچھا جاتا تھا تو آزادی کے بعد اس سوال سے یہ عام خدشہ بھی ظاہر ہونے لگا کہ ہم ایک قوم کی حیثیت سے اپنی انفرادیت ہی نہ کھو بیٹھیں اس پہ طویل بحث کرنے کی بجائے ظریف جبل پوری مرحوم کی مشہور نظم ٹیڈی گرل کا یہاں ایک بند پڑھنا دلچسپی سے خالی نہ ہوگا جو کچھ انہوں نے اس نظم میں کہا ہے میرے نزدیک وہ نئی نسل پہ عام تنقید کا ایک نمونہ ہے فرماتے ہیں۔

جانِ بہاراں روحِ گلستاں
سرخیٔ لب ہے لعلِ بدخشاں
اندر اندھیرا باہر چراغاں
اپنا تمدن در طاقِ نسیاں
تہذیبِ مشرق دیکھے سے لرزاں
یہ گل کھلائے تعلیمِ نسواں
باغِ وطن کی نوخیز کلیاں
نذرِ خزاں ہیں عبرت نشاں ہیں

اسی طرح اپنی نظم "ٹیڈی بوائے" میں شاعر نئی نسل کے پہناوے، طور طریق اور چال ڈھال پر کڑی تنقید کرنے کے بعد بڑے بوڑھوں کی خدمات اور ان قربانیوں کا ذکر کرتا ہے جو انہوں نے اپنی قدریں برقرار رکھنے کے لیے دیں اور اس نظم کو اس طرح ختم کرتا ہے۔

لیکن افسوس کہ تم میں نظر آتا ہے یہیں

شہر یار سے سوا ایڈ کی گندم کا اثر!
نونہالانِ چمن تم سے یہ امید نہ تھی
تم بہاروں کے عوض ہو گئے خزاں پہ مائل
مغربی طرز کی نقالی سے
اپنے ہاتھوں سے چمن اپنا کرو گے برباد

آج کل نئی نسل پر جو تنقید ہوتی ہے اسے پڑھ کر تو یہی نتیجہ نکالا جا سکتا ہے کہ دونوں سوال یعنی "نئی نسل کدھر جا رہی ہے" اور اسے کس راستے پر جانا چاہیے" کے معقول جوابات تلاش کرنے کی روایت

(باقی صفحہ پر)

بحث و مذاکرہ

کیا علماءِ کرام معاشی انقلابات کی رہنمائی کر سکتے ہیں؟

* ——— ڈاکٹر احمد حسین کمال

مکرمی، سلام مسنون

"کیا علماء کرام معاشی انقلابات کی رہنمائی کر سکتے ہیں" کے عنوان سے شائع شدہ جس مضمون کے متعلق آپ نے خدام الدین کے صفحات پہ "نظریاتی بحث" کی دعوت دی ہے اس مضمون کے مطالعہ سے صرف اتنا معلوم ہوتا ہے کہ صاحب مضمون کا اس بارے میں ایک خاص نقطہ نظر ہے جسے انہوں نے اپنی کتاب "قرآن اور اس کا نظام ارتقاء" میں بیان کیا ہے۔

اب ظاہر ہے کہ جب تک یہ کتاب سامنے نہ ہو، ان کا مدعا اور اس پر گفتگو ممکن ہی نہیں۔

جہاں تک اس سوالیہ عنوان کی سادہ حقیقت کا تعلق ہے میرے نزدیک اس کا جواب اثبات میں ہے ——— لیکن اس جواب کے لئے معاشیات کی پوری تاریخ کو تفصیل سے بیان کرنے اور اسلام کی تاریخ معاشی عوامل کا تجزیہ کرنے اور اسی سلسلہ میں علماء کے بیان کردہ اصول و ضوابط کا تاریخ وار ذکر کرنے کی ضرورت ہے۔

چنانچہ یہ طویل بحث ایک سلسلہ دراز کی طالب ہے اور میں نہیں کہہ سکتا کہ خدام الدین کے صفحات اس طول و خشک بحث کے متحمل ہو سکتے ہیں یا نہیں۔

بہرحال میں اپنے حقیر مطالعہ سے اس نتیجہ پہ پہنچا ہوں کہ معاشی انقلاب کی حقیقی رہنمائی صرف علماء ہی کر سکتے ہیں۔ اور دنیا میں معاشی تبدیلیوں کا عمل، قرآن کے بیان فرمودہ معاشی اصولوں کے حق میں جا رہا ہے۔ سوائے اس کے کہ اسلام کی مقتدر رہنمائی میسر نہ آنے کی وجہ سے افراط و تفریط کا شکار ہے۔

اس وقت اسلام کے ان پہلوؤں کی وضاحت اور حق پرست علماء کی رہنمائی میسر آنے کی راہ میں رکاوٹ وہ درآمد شدہ سیاسی نظریات ہیں جنہیں اسلام کا نام دے کر بعض افراد و گروہ مفاد پرستانہ سیاسی معاشی نظام برپا کرنے کی جد و جہد میں مصروف ہیں۔

برطانوی پارلیمانی جمہوریت کے سرگرم حامیوں میں سے بیشتر نے اگرچہ اسلام اور نظریہ پاکستان وغیرہ کے نام کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنا رکھا ہے۔ لیکن فی الحقیقت یہ لوگ اسلام کے سیاسی و اقتصادی نظام پر سرے سے یقین ہی نہیں رکھتے اور برطانوی پارلیمانی جمہوری نظام کے سایہ میں اپنی سیاست اپنی معیشت حتیٰ کہ اپنی اسلامیت تک کا تحفظ کرنے کی جد و جہد میں لگے ہوئے ہیں۔

ان کی اس روش نے اسلام کے ان پہلوؤں سے نگاہوں کو محروم کر دیا ہے جن کا تعلق معاشی، اقتصادی اور سیاسی معاملات سے ہے۔

اور یہ اپنی انقلابی انفرادیت میں مغربی جمہوریت اور روسی و چینی اشتراکیت سے جداگانہ و ممتاز ترین ہیں۔ والسلام

آزادیٔ کشمیر کی تحریک المجاہد

سردار عبدالقیوم خان صدر آل جموں وکشمیر مسلم کانفرنس

پس منظر

تقسیم برصغیر کے وقت دو قومی نظریہ کا جو بھرپور اثر دونوں قوموں پر تھا اس کے باعث کشمیر کے مسلمان بھی جذبہ جہاد سے بے پناہ سرشار تھے۔ وہ دوہری غلامی میں جکڑے جانے کے باوجود ملت پاک کا جزو لاینفک بننے اور پان اسلام ازم کے آفاقی نظریہ کو کامیاب بنانے کے لیے انتہائی بے قرار تھے۔ بھارتی قیادت کا یہ خیال تھا کہ کشمیری مسلمانوں کا یہ جذبہ محض عارضی ہے اور نیشنلزم اور سیکولر ازم کے دباؤ سے ان گمراہ کن خارجی عوامل کے علاوہ بھارت کی طرف سے داخلی ریشہ دوانیوں اور اس کے حواری بڑے ممالک کی کوششوں سے اس مقدس جذبہ کو بتدریج سرد کر دیا جائے گا۔ بالخصوص وطنیت کے دام ہمرنگ زمین پر اسے اپنی مطلب برآری کے نقطہ نظر سے زیادہ اعتماد تھا۔ چنانچہ اس خیال کی تکمیل کے لیے بھارت نے ریاست میں ہر قسم کی ترغیب و تحریص اور تہدید و تخویف سے کام لیا۔ ساتھ ہی چور دروازے سے بھارتی فوج کو بڑی تعداد میں ریاست میں داخل کر کے تشدد اور تباہی کا ہولناک امکان بھی سامنے لا کھڑا کیا۔ تاکہ کشمیری مسلمان لالچ یا خوف دونوں میں سے کسی ایک بات کو تو یقیناً بحالت مجبوری قبول کر لے گا جبکہ ان اسباب میں عام طور پر فطرت انسانی کے تقاضے بھی کچھ ہو سکتے ہیں دونوں طرح کا دباؤ متواتر اور خاص تناسب سے پیہم جاری رہا۔ ایک طرف ضروریات زندگی زیادہ سے زیادہ مہیا کی جاتی رہیں اور دوسری طرف فوجی اور جن سنگھی قسم کے نیم سرکاری فوجی دستوں میں بھی اضافہ ہوتا رہا۔ پھر یہ بھی کہ ریاستی مسلمانوں کی اس پاکیزہ خواہش کے متعلق کہ وہ ملت پاک کے ساتھ شامل ہوں گے۔ ہر ممکن طریق سے مایوسی کی نفسیاتی فضا پیدا کی گئی جس میں بھارت کا اپنا مخصوص طرز عمل، اس کے امدادیوں کا منافقانہ کردار ایسے عناصر ہیں کہ ان کی موجودگی میں نوع انسانی کے کسی طبقہ کے لیے بھی مایوس نہ ہونا ایک غیر طبعی فعل ہوگا۔ اس کے علاوہ سیاسی محاذ پر کئی متبادل تجاویز کے حسین خواب بھی دکھائے جانے لگے مگر سارے عالم نے دیکھا کہ کشمیری مسلمان مایوس تو نہ ہوا۔ البتہ حالات کے ہاتھوں بے چین اور مضطرب رہتے ہوئے مختلف ادوار میں نجات کی راہیں تلاش کرتا رہا۔ اس اضطراری کیفیت میں بسا اوقات وہ خود فریبی میں مبتلا ہوا لیکن اس عمل سے اس کا عزم و یقین اور زیادہ پختہ ہوتا چلا گیا۔ حتیٰ کہ آج مقبوضہ کشمیر میں کوئی مسلمان پاکستان کے خلاف ادنیٰ سی بات بھی برداشت نہیں کرتا اور بعض وہ کج فہم لوگ جو یہاں سے اپنے عزیز و اقارب کے بہانے سے وہاں جا کر اس طرف کی بعض خرابیوں کو بڑھا چڑھا کر بیان کرتے ہیں تو وہ مسلمان ان کی باتوں کو حقارت سے ٹھکرا دیتا ہے اور اکثر لوگ جواباً یہی کہتے ہیں کہ "ہمیں تو وہی پاکستان چاہیئے جس میں یہ سب مفروضہ خرابیاں موجود ہیں"۔ یہاں آرام سے زندگی گزارنے والوں کو تو اس کا احساس نہیں مگر مقبوضہ کشمیر کا مسلمان جانتا ہے کہ بھارتی ظلم و ستم سے تنگ آ کر جو اسے گھر بار چھوڑنا پڑتا ہے تو سارے عالم میں جس میں کہ مسلمان ممالک بھی شامل ہیں اور دنیا کی آزادی اور امن کے بڑے بڑے دعویدار بھی ہیں۔ ان مظلوم کشمیری مسلمانوں کے لیے سوائے پاکستان کے کوئی دوسری جائے پناہ نہیں۔ وہ کسی دوسرے ملک کا رخ کرنے کا تصور بھی نہیں کر سکتے اور یہی پاکستان اور اس کے مسلمان اپنی گوناگوں پریشانیوں کے باوجود جس محبت، شوق اور خندہ پیشانی سے ان عزیز بھائیوں کو خوش آمدید کہتے آ رہے ہیں۔ وہ بھی اقوام عالم میں ان کا ہی حصہ ہے۔ آج مقبوضہ کشمیر کی حالت انتہائی خطرناک ہو چکی ہے اور کسی وقت بھی یہ آتش فشاں آتش بار ہو سکتا ہے بھارت نے یہ آخری حربہ بھی آزما لیا ہے کہ وہاں ایک ایسی حکومت بنا دی جو بخشی حکومت کی طرح اعتقاداً ہندو نواز نہیں، بلکہ نظریاتی اعتبار سے وہ کمیونسٹ حکومت سمجھی جاتی ہے تاکہ اس کی نام نہاد غیر جانبداری ظاہر کر کے اپنے مذموم مقاصد کو محفوظ بنایا جا سکے۔ مگر اس میں بھی بھارت کو ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا اور برائے نام غیر جانبدار کمیونسٹ حکومت کی حقیقت بھی سب پر واضح ہو گئی الغرض اب جب کہ بھارت پر اچھی طرح سے واضح ہو چکا ہے کہ اس کی کوئی کوشش بھی کشمیری مسلمانوں کو اسلام کے لازوال رشتہ سے علیحدہ نہیں کر سکتی بلکہ اس کی کوششوں کا ردعمل بالکل ہی برعکس واضح ہو رہا ہے کہ کشمیر کی نئی نسل جس کو ذہنی طور پر خراب اور گمراہ کرنے کے لیے ہی یہ سب منصوبہ بنایا گیا تھا۔ آج سب سے زیادہ متحرک ہے اور اپنے سینوں پر بھارتی سنگینوں کی چبھن محسوس کرنے کے باوجود پاکستان کے نعرے کھلم کھلا لگا رہی ہے تو منطقی طور پر بھارت کے لیے ضرور پہلا راستہ باقی رہ گیا ہے کہ کشمیر میں مسلمانوں کو کسی نہ کسی بہانے سے قتل کیا جائے تاکہ کچھ تو مارے جائیں اور کچھ بھاگ کر پاکستان چلے جائیں اور کچھ ہماری بزدلی اور بے حمیتی کا ماتم کرتے ہوئے ذلت و رسوائی کی زندگی بسر کرنے پر مجبور ہو جائیں اور اس طرح یہ مسئلہ ہمیشہ کے لیے ختم ہو جائے جس طرح کہ آج وہ بڑی طاقتیں جو کل تک کشمیری عوام کے حق خودارادیت کی حامی تھیں اور ہمیں استصواب کا دھوکا دے رہی تھیں اب درون خانہ کمال ڈھٹائی سے یہ کہتی ہیں کہ صاحب جموں تو ہندو اکثریت کا علاقہ ہو گیا ہے اور اب وہاں کوئی مسلمان نہیں رہا۔ اس لیے وہ بھارت ہی کو ملنا چاہیئے رہی وادیٔ کشمیر تو وہ "متنازعہ ہے"۔ یعنی ہمیں کچھ دیر اور انتظار کرنے کا درس دیتے ہیں تاکہ اس باقی علاقے کو بھی ہندو اکثریت میں تبدیل کر دیا جائے۔ چنانچہ ہماری اس تمام بربادی کے ذمہ دار امریکہ نے آج پوری بے حیائی سے اعلان کر دیا ہے کہ وہ اس تنازعہ میں کچھ نہیں کر سکتا۔ ہمارے

خلاف تو سب کچھ کہا مگر امریکہ اپنے پٹھو بھارت کی ناراضگی مول نہیں لے سکتا اور ستم ظریفی یہ ہے کہ پھر بھی ہم سے توقع ہے کہ ہم ساری دنیا سے رشتے منقطع کرکے امریکہ کی اسی زہر آگیں گود میں ہمیشہ کے لیے پڑے رہیں۔

جہاد اور اس کے تقاضے

کشمیری عوام کی یہ تحریک اپنی نوعیت کے اعتبار سے آزادی کی کوئی عام تحریک نہیں بلکہ تحریک تکمیل پاکستان کے علاوہ یہ کفر کے غلبہ و تسلط کے خلاف مسلمانوں کی جد و جہد مقاومت، کشمکش حیات اور اسلامی آزادی و سرفرازی کا سوال ہے اور اس اعتبار سے یہ براہ راست کفر و اسلام کی جنگ ہے۔ اگر حالات کا باریک بینی سے صحیح جائزہ لیا جائے تو مقبوضہ کشمیر میں جو صورت حال موجود ہے۔ اس کے پیش نظر ارشاد باری تعالیٰ کے مطابق یہ تحریک عین جہاد فی سبیل اللہ ہے اور اس فرض کی ادائیگی کی اولیں ذمہ داری ریاستی مسلمانوں پر عائد ہوتی ہے۔ پھر اس کے بعد پڑوسی ممالک کے مسلمانوں پر اور سارے عالم اسلام پر، کیونکہ اخوت عالم اسلامی کے تقاضے یہی ہیں۔

ومالکم لا تقاتلون فی سبیل اللہ والمستضعفین من الرجال والنساء والولدان الذین یقولون ربنا اخرجنا من ھذہ القریۃ الظالم اھلھا واجعلنا من لدنک ولیا واجعلنا من لدنک نصیرا ؁

ترجمہ "اور کیا ہو گیا ہے تم لوگوں کو کہ تم نہیں لڑتے اللہ کی راہ میں اور ان لوگوں کی خاطر جن میں ضعیف مرد اور عورتیں اور بچے شامل ہیں اور وہ خدا سے فریاد کرتے ہیں کہ ہمیں ظالموں کی اس بستی سے نکال اور ہمارے لیے غیب سے کوئی حامی و ناصر پیدا کر دے۔"

جہاں کافر کی جنگ اور مسلمان کی جنگ میں مقاصد کے اعتبار سے بعد المشرقین ہے اور اس فرق کی وجہ سے ایک محض جنگ ہے تو دوسری جہاد۔ بالکل اسی طرح ان ہردو کے طریق کار میں بھی فرق ہے اور اسی بنیادی فرق کی وجہ سے ہی اللہ تبارک و تعالیٰ اپنی ہی پیاری مخلوق کے ایک قلیل حصہ کو دوسرے بڑے حصہ کے مقابلے میں کھلی امداد فرماتے ہیں "وکم من ...... الخ"

اگر اس فرق کو نمایاں نہ کیا جائے اور اس پر پوری شدت کے ساتھ عمل نہ کیا جائے تو پھر یہ محض جان و مال کا نقصان ہوگا اور خدا کی امداد کی توقع بھی نہ رہے گی۔ جس کا نتیجہ ظاہر ہے کہ جس کی مادی طاقت زیادہ ہوگی، وہی کامیاب ہوگا جبکہ اللہ تعالیٰ کی امداد شامل حال ہو تو کامیابی صرف تھوڑی تعداد اور تھوڑے سامان والوں کی ہوگی۔ اس لیے ازبس ضروری ہے کہ جہاد کی اس تحریک سے متعلق ہر فرد کو ان امور اور وسائل کا پورا احساس ہونا چاہیئے اور وہ ابھی سے ان معاملات پر عمل درآمد شروع کر دے جس سے کہ اللہ تعالیٰ کی امداد حاصل ہو تاکہ ہم اپنی بے سرو سامانی کے باوجود لشکر کفار کو عبرت ناک شکست دے سکیں۔ اس مقصد کے لیے ضروری ہدایات علیحدہ طور پر وقتاً فوقتاً جاری کی جائیں گی۔ تاہم ان امور میں مقامی علماء حضرات سے استفادہ کرنا چاہیئے۔ بلکہ علماء کرام سے گزارش ہے کہ وہ خود آگے بڑھ کر لوگوں کو جہاد کے آداب و فرائض سے آگاہ فرمائیں تاکہ جب عملاً اس کی ضرورت پڑے تو ہمارے لوگ پہلے ہی سے ان ضروریات اور تعلیمات سے واقف ہوں اور ان پر عمل کر رہے ہوں تاکہ میدان عمل میں نہ تو انہیں دقت محسوس ہو اور نہ ہی وقت ضائع ہو۔ یہ میرا ذاتی مشاہدہ ہے کہ ۱۹۴۷ء میں جہاں ہم نے آداب جہاد کی پابندی کی وہاں خداوند عالم کی غیبی امداد ظاہر و باہر ہم نے دیکھی، اور ہمارے مٹھی بھر مجاہدین نے کئی گنا بڑی اور طاقت ور فوج کو قرون اولیٰ کے مسلمانوں کی طرح ناقابل یقین شکستیں دیں اور جہاں کہیں ہم سے رشتہ ٹوٹا وہاں ہم نے عبرت کے سامان پائے۔ اس وقت چونکہ ایک افراتفری کا عالم تھا۔ ڈوگرہ سامراج کے خلاف ذہنی طور پر متحد ہونے کے باوجود ہم غیر منظم بھی تھے اور وہ اچانک ایک واقعہ رو نما ہوگیا تھا۔ اس لیے کوتاہیوں کا جواز ہو سکتا تھا لیکن آج تو ہمیں اپنی بساط کے مطابق پوری طرح سے تیار ہو جانا چاہیئے۔ یہ بات بھی ذہن نشین کر لینی چاہیئے کہ وہ ارفع و اعلیٰ مقصد جس کے لیے یہ تحریک چلائی جا رہی ہے اسے حاصل کرنے کا صرف یہی ایک راستہ جہاد ہے۔ اگر یہ بات ہمارے عقیدہ میں راسخ نہ ہوئی تو پھر "ایں رہ کہ تو میروی بہ ترکستان است" والا معاملہ ہوگا۔ الامان الحفیظ۔

(باقی آئندہ)

بقیہ: دیوبند اور علی گڑھ

آہستہ آہستہ ختم ہوتی جا رہی ہے۔ افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ اب سارا زور نوجوانوں کو برا بھلا کہنے ہی پر صرف کر دیا جاتا ہے اور ان کے مسائل اور ان کی مشکلات کو سمجھنے کی کوشش شاذ و نادر ہی کی جاتی ہے

ایسے نقاد جو ان مسائل میں دلچسپی لیتے ہیں وہ ان کی مشکلات کو کسی حد تک سمجھ تو پاتے ہیں لیکن ان کا علاج کیا ہے اس کی تشخیص نہیں کر سکتے یا پھر نسخہ تجویز کرنے کے اہل نہیں ہوتے۔ عموماً نوجوانوں کی مختلف سرگرمیوں رنگا رنگ رجحانات اور مختلف طور طریقوں کے متعلق کوئی معقول فیصلہ کرنے کی بجائے سب کو ایک ہی ڈنڈے سے ہانکا جاتا ہے۔ تنقید کی بنیاد اعداد و شمار یا تحقیق نہیں ہوتی۔ بلکہ اکثر تنقید جذبات اور احساسات کا نتیجہ ہوتی ہے۔ ہمارے اقتصادی اور معاشرتی مسائل میں تقریباً روزانہ جو تبدیلیاں ہو رہی ہیں اور ان ہمہ وقت بدلتے ہوئے حالات میں نوجوانوں کی تعلیم و تربیت کے جو موجودہ تقاضے ہیں ان باتوں کو صحیح طور پر سمجھنے کا خطرناک حد تک فقدان نظر آتا ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ بدلتے ہوئے حالات سے پیدا ہونے والی صورتحال کا سنجیدگی اور ٹھنڈے دل سے جائزہ لیا جائے۔ لیکن نقادوں کی اکثریت نوجوانوں کے عجیب و غریب اطوار کے متعلق شکوے شکایت کرنے میں اپنا وقت اور توانائی ضائع کرتی رہتی ہے۔ کوئی کارآمد مشورہ نہیں دے سکتی۔ حقیقت یہ ہے کہ نئی نسل کے مسائل کے تجزیاتی مطالعے کی اب تک کوشش ہی نہیں کی گئی۔

اس انتہائی اہم مسئلہ پر پاکستان میں اب تک کوئی جامع کتاب نہیں لکھی گئی۔ پنجاب اور کراچی کی یونیورسٹیوں میں عمرانیات کے طلباء نے نئی نسل کے چند پہلوؤں پر محدود سی تحقیق کی ہے اور ڈھاکہ یونیورسٹی کے دو چار اساتذہ نے طلباء کے امور کے بعض پہلوؤں کا مطالعہ کیا ہے

فکر و فلسفۂ ولی اللّٰہی کی اہمیت

از: حضرت مولانا عبید اللہ انور مد ظلہ العالی

اللہ تبارک و تعالےٰ کی لاتعداد نعمتوں میں سے سب سے زیادہ عظیم و جلیل نعمت یہ ہے کہ اُس نے اپنی ربوبیت کے تقاضے سے اپنی اشرف ترین مخلوق یعنی انسان کی ہدایت و رہنمائی کا پورا پورا سامان بہم پہنچایا اور انبیاء کرام علیہم السلام بھیجے۔ جنہوں نے فکرِ انسانی کو درجہ بدرجہ اور عہد بہ عہد ترقی کی منزلیں طے کراتے ہوئے درجۂ کمال تک پہنچا دیا۔ آخر میں جب نوعِ انسانی ارتقاء کے ایک خاص درجے پر پہنچ گئی تو نبیٔ آخرالزماں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ذریعہ سے ہدایت انسانی کی انتہائی ترقی یافتہ، منظم، جامع اور اکمل ترین تعلیم انسان کو عطا فرمائی۔ اب یہ تعلیم رہتی دنیا تک انسانی ترقی کی ہر ایک منزل میں کام دیتی رہے گی۔

ربوبیتِ الٰہی کے تقاضے نے یہ اہتمام بھی فرما دیا ہے کہ شانِ الٰہی کے ہر ایک نئے ظہور سے انسانی معاملات کی جو نئی صورت پیدا ہوتی رہیگی اس کے تقاضوں کے مطابق قرآن حکیم کی تعلیمات کی ترجمانی کرنے کے لئے امتِ محمدیہ (علیٰ صاحبہا التحیۃ والسلام) میں ایسے مفہمین اور حکماء پیدا ہوتے رہیں گے جو اُس دَور کے نئے تقاضے پورے کرتے رہیں گے۔

تاریخ انسانی کا ایک نیا دَور اٹھارھویں صدی عیسوی سے شروع ہوا۔ جس سے جدید علوم اور ٹیکنالوجی کا ظہور ہوا۔ ان نئے علوم سے سرمایہ داری اور مادہ پرستی کا ظہور ہوا اور نبوت، آخرت اور خدا کا انکار پیدا ہوگئے۔ حق تعالےٰ جل شانہٗ نے اس نئے دَور کے انسانی تقاضے پورے کرنے اور اس دَور میں قرآن حکیم کی تعلیمات اور نبوی دَور کی حکمتوں کے ظاہر کرنے کے لئے اس صدی کے شروع ہی میں دہلی میں ایک حکیم پیدا فرما دیا۔ یہ حکیم حجۃ اللہ فی الارض امام ولی اللہ دہلویؒ تھے (۱۷۰۳ - ۱۷۶۲) اس امام عظیم نے قرآن حکیم کی تعلیمات اور قرونِ اولیٰ کے عمل کی روشنی میں سیاسیات و اقتصادیات اور اخلاقیات و روحانیات کی عقلی و علمی تشریح کرنے اور ان میں باہمی ربط و ارتباط قائم کرنے کے لئے وہ فکر و فلسفہ مدوّن کیا جو عہدِ حاضر کی عقول اور فطرتِ انسانی کے تقاضوں کے عین مطابق ہے۔

اگر یہ فکر و فلسفہ پاکستان میں معاشرے اور مملکت کی تعمیر کے لئے بنیاد بنا لیا جائے تو جہاں یہ اس دَور میں اسلام کے تقاضے پورے کر دے گا وہاں امتِ اسلامیہ کو اغیار کی دریوزہ گری اور مغربی افکار کی غلامی سے بچا کر اپنی خودی اور خودداری محفوظ رکھنے میں مدد دے گا اور یہ امت ہر ایک قسم کی فکری مرعوبیت سے محفوظ رہ کر اقوامِ عالم میں بہت بلند مقام حاصل کر لے گی۔

قارئین کرام سے التماس ہے کہ وہ امام ولی اللہ دہلویؒ کے پُراز رشد و ہدایت افکار کے مطالعے سے اطمینانِ کامل حاصل کرنے کے بعد انہیں عملاً بھی اپنائیں اور دوسروں کے لئے نمونہ بنیں، وہ جتنی جلدی بنی نوعِ انسان کو ان افکار پر جمع کر سکیں گے۔ اتنا ہی وہ امتِ مسلمہ کے مقصد اور دینِ اسلام کی غرض و غایت (لیظہرہٗ علی الدین کلّہٖ) کی تکمیل کر سکیں گے۔ جس کے لئے مملکتِ خداداد پاکستان کی فکری ریاست معرضِ وجود میں لائی گئی ہے۔ واللہ المستعان

("پیش لفظ" کتابچہ "دعوتِ فکر" شائع کردہ ولی اللہ سوسائٹی پاکستان لاہور)

اس کتابچے میں حکیم الامت امام ولی اللہ دہلویؒ کے فکر و فلسفے کی وہ مدات پیش کی گئی ہیں جن کی بنیاد پر پاکستان کے اندر ایک عادلانہ اسلامی معاشرہ اور نظامِ مملکت استوار کیا جا سکتا ہے۔ طباعت آفسٹ قیمت سفید کاغذ ۳۷ پیسے نیوز پرنٹ ۲۵ پیسے۔ ملنے کا پتہ۔ مکتبہ خدام الدین اندرون شیرانوالہ دروازہ لاہور۔

زیادہ تعداد میں خرید کر تقسیم کرنے والے مخیّر حضرات کے لئے خاص رعایت۔

مراسلات

ہفت روزہ زندگی کی بہتان تراشیاں

مکرمی جناب ایڈیٹر صاحب

ہفت روزہ خدامُ الدین لاہور السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ مزاج گرامی!

گزارش ہے کہ جناب کی خدمت میں ایک ضروری وضاحتی بیان روانہ کر رہا ہوں چونکہ ہفت روزہ " زندگی " کے غیر ذمہ دارانہ مضامین کی وجہ سے عجیب و غریب قسم کی افواہیں پھیلتی ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ عوام الناس کے سامنے صحیح صورتِ حال آجائے۔ اس لیے مہربانی فرما کر اس منسلکہ بیان کو شاملِ اشاعت فرما دیجیے؟

میدان صحافت میں جب سے امریکن لائف (LIFE) کا چربہ بہ شکلِ زندگی کے نام سے نمودار ہوا اس کی قلم کاریوں کے لیے اور سستی شہرت حاصل کرنے کے لیے امریکن سرپرستیوں کی خوشنودی کے حصول کے لیے علماء حق کے درمیان انتشار و افتراق پھیلانے کے لیے مختلف عنوانات سے مختلف مضامین شائع کر رہا ہے۔ اس وقت ہمارے کوئی غیر معروف امریکی ایجنٹ جناب نذیر خرم صاحب نے راولپنڈی کے عنوان سے ۲۳ فروری کے شمارہ میں جو غلط بیانی اور جھوٹ کا پلندا شائع کروایا ہے اس میں چونکہ مختلف علماء کرام پر اس طرح سے الزام تراشیاں کہ ان میں غلط فہمیوں کی خلیج پیدا کی جائے اس لیے یہ چند سطور حقیقت حال کے لیے تحریر میں لا رہا ہوں تاکہ خالی الذہن، صحیح الفطرت عوام اس بہتانِ عظیم سے متاثر ہو کر جھوٹ کے پھیلانے میں شریک نہ ہوں اور بلاوجہ گناہ کے مرتکب نہ ہوں۔ ہر اہل فہم، ذی شعور سے یہ بات مخفی نہ ہوگی کہ ہفت روزہ "زندگی" "ندائے ملت" جو ایک مخصوص جماعت کی گندی ذہنیت کو الفاظ کے سانچے میں بے نقاب کر رہا ہے ان دونوں پرچوں نے اپنا تمام زورِ قلم صرف اس لیے مخصوص کر رکھا ہے کہ زیادہ سے زیادہ جھوٹ اور افتراء کو پھیلا کر علماء حق کو بدنام کیا جائے۔ سرگودھا جمعیتہ کانفرنس کی جو مصنوعی روئیداد شائع کی تھی اور اس میں میرے نام سے منسوب افسانے کا پلندہ بنایا تھا تو افتراء پردازی کی انتہا کر دی تھی ۲۳ فروری ۷۰ء کے شمارہ میں ٹیکسلا میں مجلس شوریٰ کے اجلاس میں جو باتیں حضرت مولانا غلام غوث صاحب حضرت مولانا حافظ ریاض احمد اشرفی صاحب اور مجھ سے منسوب کی گئی ہیں وہ سراسر غلط اور قطعاً بے بنیاد ہیں، نہ ہی ہماری ملاقات حضرت شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خان صاحب سے انتخابی مہم یا امیدوار کے سلسلہ میں ہوئی ہے۔ حضرت موصوف ہمارے شہر میں ایک مقتدر عالم دین قابل احترام ہستی ہیں۔ ان کے تمام معاشرتی معاملات میں ہمارا ان کا میل جول ہے اور ہم ملک و ملت کے مفاد، تعلیم و تبلیغ اور مسائل دینیہ اسلامیہ کے بارہ میں مشورہ اور تحقیق کے لیے ہمیشہ اکٹھے ہوتے رہتے ہیں۔ ہفت روزہ زندگی میں مصنوعی نذیر خرم جیسے لوگوں کو تسلی رکھنی چاہیے کہ علماء حق کے درمیان انگریز پھوٹ نہیں ڈال سکا تو اب امریکہ نواز قوتیں بھی انشاء اللہ اپنی منہ کی کھائیں گی۔

میں امید کرتا ہوں کہ قارئین کرام ہر اس غلط پروپیگنڈہ پر یقین نہیں کریں گے جس میں مدارس دینیہ اور علماء حق کے خلاف غلط بیانی کی جاتی ہے۔

عبدالحکیم عفی عنہٗ

جامعہ قرآنیہ کھاٹی بازار راولپنڈی

قول و فعل میں ہم آہنگی

فی زمانہ گفتار کے غازی بہت ہیں آئے دن اخبارات میں بیانات شائع ہوتے ہیں۔ سیاسی اور دینی اجتماعات میں گرم گرم تقریریں ہوتی ہیں مگر مجموعی حیثیت سے معاشرہ کی اخلاقی حالت بد سے بدتر ہوتی جاتی ہے۔ اس گراوٹ کے دو اسباب ہیں اول یہ کہ مذہبی پیشوا ہوں یا سیاسی رہنما اظہارِ خیال کے وقت محض یہ امر پیش نظر رکھتے ہیں کہ وہ بات کہو جو عوام کے خیالات کی آئینہ دار ہو اور رہنما کی واہ واہ ہو جائے قطع نظر اس کے کہ اس اظہار رائے سے دین کے بنیادی اصول پامال ہوتے ہوں یا معاشرہ پراگندگی کا شکار ہو رہا ہو۔ دوسرا سبب یہ ہے کہ قائدین خود عملی مثال پیش نہیں کرتے ہیں۔

مذہبی اعتبار سے بہت سی بری رسمیں عام ہو گئی ہیں۔ جن کی طرف فوری توجہ نہ کی گئی تو ہم پاکستانیوں کو عربوں کی طرح مصیبت کا سامنا کرنا پڑے گا سادہ زندگی بسر کرنے اور شرم و حیا کو شعار بنانے کی تلقین ضرور کی جاتی رہتی ہے مگر بازاروں کی خرید و فروخت، مغربی لباس کا فروغ اور خواتین میں عریانی کے ساتھ ساتھ دکھاوے کے رجحانات بڑھتے جا رہے ہیں۔ لاہور کی انارکلی۔ کراچی کی بوری بازار پر ایک نظر ڈالیے تو اندازہ ہو یہ کس طبقہ کی بہو بیٹیاں ہیں۔ یہ امر مسلمہ ہے کہ والدین کی اجازت کے بغیر یہ معصوم بچیاں جدید طرز کے لباس زیب تن کیے بازاروں میں ہرگز گھوم پھر نہیں سکتی ہیں۔ ملتِ اسلامیہ کے ایک فرد کی حیثیت سے ہم پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ اصلاح معاشرہ کی کوشش کریں اور اپنے قول و فعل میں تضاد کی بجائے ہم آہنگی پیدا کریں۔

ایک خادمِ ملت — لاہور
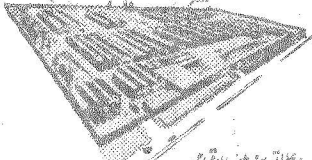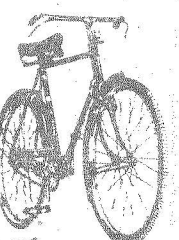
درسِ قرآن

توبہ سے ایمان میں قوّت پیدا ہوتی ہے

مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی صاحب مرتّبہ: محمد عثمان غنی

(۲۰)

صابون سے کپڑا دُھلتا ہے یا نہیں دُھلتا؟ کپڑا میلا ہوتا رہے، ہوتا رہے، ہوتا رہے۔ اوپر صابون لگا دو، کپڑا صاف ہو جائے گا —— صابون سے کپڑا صاف ہو گیا، توبہ سے ایمان کی قوت پیدا ہوئی، گناہ معاف ہو گئے۔ اس لئے قرآن مجید نے دونو کا اکٹھا بیان کیا۔ اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ وَ یُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِیْنَ ۝ (البقرہ ۲۲۲) اللہ تعالےٰ پسند کرتے ہیں توبہ کرنے والوں کو اور پسند کرتے ہیں پاکیزہ رہنے والوں کو۔ کہ پاکیزگی سے ظاہری بدن صاف ہوا اور توبہ سے باطنی بدن صاف ہوا۔

یہ ہمارے دوست ہیں "فیروز سنز" والے عبدالحمید صاحب۔ ہمارا تعلق تو انہی کے ساتھ ہے۔ حضرتؒ کے پاس ہمیشہ مجلس ذکر میں آیا کرتے تھے۔ اُن کا صابون نکلتا ہے "خانم"۔ پچھلے دنوں میں نے ایک کیلنڈر پڑھا اُن کا۔ مَیں نے دیکھ کر کہا واہ وا، امام الانبیاء (صلی اللہ علیہ وسلم) کی تعلیم نے کیا کرایا عبدالحمید سے؟ عبدالحمید نے اپنے کیلنڈر پر لکھا تھا اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ وَ یُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِیْنَ ۝ اشتہار ہے صابون کا۔ ٹھیک ہے — کسی فلم ایکٹریس کی تصویر نہیں دی۔ یہ کوکا کولا وغیرہ کے تم اشتہار دیکھتے رہتے ہو کہ نہیں؟ شرم آنی چاہیئے مسلمان کو۔ ہم اتنے بے حیا بن گئے ہیں کہ ہمارے شربتوں کے اشتہاروں پر بھی مرد عورت کا اختلاط موجود ہے، کوئی اخبار دیکھ لو، کوئی رسالہ دیکھ لو، سگریٹ کی ڈبیہ پر بھی لڑکی کی تصویر۔ میں اپنی بہنوں سے درخواست کروں گا کہ اپنا تحفظ خود تو کرو۔ تمہیں کہاں کہاں لے گئے یہ اللہ کے بندے؟

تو انہوں نے کیلنڈر پہ کیا لکھا؟ اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ وَ یُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِیْنَ نیچے اشتہار ہے صابون کا۔ لیکن قرآن کی آیت تو پیش کر دی۔ فکر میں بتا رہا ہوں۔ اس کیلنڈر کو دیکھنے والا سمجھتا ہے کہ جس کمپنی کا یہ اشتہار ہے اس کمپنی کا منیجر کسی قرآن کے عاشق کا غلام ہے اور جس اشتہار پر لڑکی کا فوٹو ہو، پتہ چلتا ہے کہ اس کمپنی کا منیجر کسی بدمعاش کا غلام ہے۔ فرق آیا کہ نہ آیا؟

تو یہاں پہ بھی کیا فرمایا —— کُلُّ بَنِیْ اٰدَمَ خَطَّاءُوْنَ —اور بہتر خطاکار کون ہیں؟ جو اللہ تعالےٰ سے معافی مانگیں —— تو کفر کا منشاء انکار —— انکار کیا تو کافر ہو گیا، غلطی کی، توبہ کر لی، مسلمان ہے۔ یہاں پر انکار کی بحث چل رہی ہے۔

آگے فرمایا۔ وَ یَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالسَّیِّئَةِ قَبْلَ الْحَسَنَةِ۔ اور میرے حبیبؐ! یہ آپؐ کی برائی چاہتے ہیں نیکی مانگنے سے پہلے —— کیا مطلب؟ ایمان لے آتے تو نیکی بن جاتی۔ یہ کہتے ہیں، قرآن میں آتا ہے دوسری جگہ پر۔ یہ کہتے ہیں کہ اے محمدؐ! (صلی اللہ علیک وسلم) اگر تُو خدا کا سچا رسول ہے تو ہم پر عذاب نازل کر دے۔ فرمایا بڑے بے وقوف ہیں نیکی چاہنے کی بجائے برائی چاہتے ہیں۔ جیسے کوئی مریض ڈاکٹر سے کہہ دے

"ڈاکٹر صاحب! آپ مجھے ایسی دوائی نہ دیں جس سے میں تندرست ہو جاؤں، ایسی گولیاں دے دیں کہ میں ختم ہو جاؤں"۔ بڑا بے وقوف ہے۔ ڈاکٹر سے صحت کیوں نہیں مانگتا؟ فرمایا اگر تم پھر یہ چاہتے ہی ہو، وَ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِمُ الْمَثُلٰتُ ؕ اور گذر چکیں ان سے پہلے بڑی کہاوتیں۔ دیکھ لیجئے۔ قوم عاد تباہ ہوئی، قوم ثمود تباہ ہوئی، قوم صالح تباہ ہوئی، اور میں وہی اللہ ہوں جس نے اُن قوموں کو تباہ کیا۔ ان کو بھی تباہ کر سکتا ہوں لیکن آج میری رحمت کا پرتو زیادہ ہے۔ تو میں نے آخری نبی جو بھیجا (جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) اس کو میں نے رحمت دو عالم بنا کر بھیجا —— قرآن مجید نے کیا تعارف کرایا حضورؐ کا؟ وَ مَاۤ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ ۝ (الانبیاء، ۱۰۷) فرمایا میں بار بار تمہیں بلاتا ہوں، میری تم سے کوئی غرض نہیں ہے۔

وَ اِنَّ رَبَّكَ لَذُوْ مَغْفِرَةٍ لِّلنَّاسِ عَلٰى ظُلْمِهِمْ ۚ اور بے شک تیرا رب بخشش والا ہے لوگوں کے لئے، اُن کی نافرمانی کے باوجود۔ اگر وہ نافرمان ہیں، توبہ کریں، میں بخش دُوں گا۔ اگر اَڑتے ہی ہیں، نہیں توبہ کرتے، وَ اِنَّ رَبَّكَ لَشَدِیْدُ الْعِقَابِ ۝ اور بے شک تیرا رب دنیا میں بھی سخت سزا دینے والا ہے۔ عِقاب مشتق ہے عقب سے، عقب کہتے ہیں ایڑی کو۔ جو سزا ایڑی کے ساتھ لگی ہو یعنی فوراً سزا مل جائے۔ عقاب سے متبادر دنیا کا عذاب ہے۔ فرمایا میں بخشتا بھی ہوں اور میں دنیا میں سزا بھی دے سکتا ہوں۔ اس لئے ان کو اس بات سے انکار نہیں کرنا چاہیئے، میری ڈھیل سے یہ غلط نتیجہ نہ نکالیں۔

آگے ارشاد فرمایا وَ یَقُوْلُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا، اور یہ حجت بازی کرتے ہیں کافر لوگ، لَوْ لَاۤ اُنْزِلَ عَلَیْهِ اٰیَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ؕ کیوں نہیں محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) پہ اتاری گئی کوئی نشانی اُن کے رب کی طرف سے؟ یعنی جو نشانی ہم مانگتے ہیں وہ آ جائے۔ حالانکہ وہ نشانیاں بھی آئیں —— کافروں نے کہا، ابوجہل وغیرہ نے کہا کہ "میرے ہاتھ میں کیا ہے؟" فرمایا حضورِ اکرم (صلی اللہ علیہ وسلم) نے "میں بتا دوں کہ یہ خود بول پڑیں؟" کہنے لگا "وہ خود بولیں تو بہت بڑی بات ہے۔"

چند کنکر تھے ہاتھ میں ، اُن کنکروں نے پڑھا لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ط ــــ یہ ٹرانسسٹر بجتا ہے کہ نہیں بجتا ؟ یہ پلاسٹک کے پرزے بجتے ہیں کہ نہیں بجتے ؟ بجتے ہیں نا جی ؟ تو کنکر بھی بجتے ہیں ۔ کنکروں نے پڑھا ۔ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ط یہ دنیا کی ساری سائنس کی ترقیات تصدیق کرتی ہیں محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی ۔ یہ ساری کی ساری باتیں تصدیق کرتی ہیں قرآن مجید کی کہ جو چودہ سو سال پہلے فرمایا امام الانبیاء (صلی اللہ علیہ وسلم) نے وہ بالکل صحیح تھا ــــ کنکروں نے پڑھ دیا لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ ــــ ابوجہل نے زمین پر دے مارے اور کہنے لگا ” تجھ جیسا جادوگر مَیں نے کوئی نہیں دیکھا “ کافروں نے کہا ” اللہ کے نبی ! چاند کے دو ٹکڑے کر دیجئے ۔ اِقْتَرَبَتِ السَّاعَۃُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ ہ (القمر ۱) لیکن کہنے لگے سِحْرٌ مُّسْتَمِرٌّ ہ (القمر ۲) یہ تو پرانا جادوگر ہے ، یار بڑا جادوگر ہے ، چاند کے بھی دو ٹکڑے کر دیئے ۔

فرمایا یہ جو آیتیں (نشانیاں) آپ سے مانگتے ہیں اگر مَیں بھیج بھی دوں ، تو آیتوں پر یہ ایمان نہیں لاتے ۔ جو لوگ معجزے دیکھتے ہیں وہ ایمان نہیں لایا کرتے ۔ ایمان وہی لاتے ہیں جو بلا معجزے کے مانیں ۔ مَیں جہاں تک سمجھتا ہوں کسی صحابی نے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ دیکھ کر ایمان قبول نہیں کیا ــــ ویسے قبول کیا ۔ حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کی صداقت کو دیکھا ، چہرہ مبارک کو دیکھا ، اخلاق کو سنا ، حضورؐ سے کلام مجید کو سنا ، مسلمان ہو گیا ۔ معجزے کا طالب نہیں رہا کہ پہلے کوئی معجزہ دکھاؤ ۔ معجزہ کا ظہور ہوا ہے حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) سے ۔ لیکن وہ تصدیق کے لئے ہوا ۔ جب کسی نے معجزہ مانگا ہے تو اس میں سے کم ہی لوگ ہیں جنہوں نے ایمان قبول کیا ہو ۔

اس لئے آخر فیصلہ کیا قرآن مجید نے کہ میرے حبیبؐ ! تیری نبوّت ان کے دولوں پر موقوف نہیں ہے اِنَّمَآ اَنْتَ مُنْذِرٌ ، بے شک آپؐ اس کے سوا کچھ نہیں کہ ان کو میرے عذاب سے ڈرانے والے ہیں ، ان کو آپ ڈرائیں ۔ مانتے ہیں تو مانیں ، نہیں مانتے تو جہنم میں جائیں وَلِکُلِّ قَوْمٍ ھَادٍ ہ اور ہم نے ہر قوم میں ہادی بھیجا ہے ۔ اس کے دو ترجمے ہیں ۔ یا تو یہ ہے کہ جیسے آپؐ ان کے ہادی ہیں اس طرح پہلی قوموں میں بھی ہادی آئے ہیں ــــ انبیاء علیہم السلام نے اللہ کی باتیں پہنچائی ہیں جیسے آپؐ پہنچا رہے ہیں ــــ اور دوسرا ترجمہ زیادہ صحیح ہے اِنَّمَآ اَنْتَ مُنْذِرٌ ۔ آپؐ ڈرانے والے ہیں ان کو ، اس وقت جو آپؐ کے مخاطب ہیں ۔ وَلِکُلِّ قَوْمٍ ھَادٍ ہ اور آپ دنیا کی ساری قوموں کو ہدایت دینے والے ہیں ، آپ خاتم النّبیین ہیں ــــ اور یہی ترجمہ زیادہ مناسب ہے ۔ کیونکہ قرآن مجید نے دوسرے مقام پر فرمایا ۔ وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا کَآفَّۃً لِّلنَّاسِ بَشِیْرًا وَّ نَذِیْرًا ہ (السبا ۲۸) اے میرے حبیبؐ ! آپؐ کی نبوّت ابدی ہے ، عالمگیر ہے ، دوامی ہے ۔ آپؐ کے بعد اور کوئی نبی نہیں ، اس لئے آپؐ کو ہر قوم کے لئے ہادی بنا کر بھیجا گیا ہے ــــ

وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِہٖ وَ اَصْحٰبِہٖ اَجْمَعِیْنَ ۔

●

نتیجہ امتحان سالانہ ۱۳۸۹ھ

وفاق المدارس العربیہ پاکستان

ملک بھر میں وفاق المدارس العربیہ سے ملحق فوقانی مدارس کا آخری امتحان (دورہ حدیث شریف) وفاق کے زیر نگرانی اس سال بھی حسب معمول لیا گیا ۳۲۳ طلبہ شریک امتحان ہوئے جن میں سے ۲۸۳ طلبہ کامیاب قرار دیے گئے۔ درجہ علیا (فسٹ ڈویژن) میں ۳۲، درجہ وسطیٰ (سیکنڈ ڈویژن میں ۹۸، درجہ ادنیٰ (تھرڈ ڈویژن) میں ۱۳۹، اور ضمنی امتحان میں ۷ طلبہ کامیاب ہوئے اور ۷ طلبہ کا کمپارٹمنٹ آیا۔

مدرسہ عربیہ اسلامیہ نیو ٹاؤن کراچی ۵ کے مولوی غلام رسول بن محمد شریف افغانستانی ۶۰۰ میں سے ۴۳۳ نمبر لے کر اول نمبر کامیاب ہوئے۔ مدرسہ عربیہ دار العلوم عیدگاہ کبیر والا کے مولوی عبدالقادر بن حافظ غلام سرور مظفر گڑھی ۶۰۰ میں سے ۴۲۰ نمبر لے کر دوم نمبر کامیاب ہوتے اور مدرسہ عربیہ دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کے مولوی سعد الرشید بن حافظ محمد سعادت شاہ (پشاور) ۶۰۰ میں سے ۴۱۶ نمبر لے کر سوم نمبر کامیاب ہوئے ـــــ اللہ تعالیٰ ان ہونہار نوجوانوں کو صلاح و تقویٰ اور خدمتِ علم و دین کی سعادت عطا فرمائیں ـــــ مرکزی ادارہ وفاق المدارس العربیہ تینوں حضرات کی شاندار کامیابی پر ان کے مدارس، اساتذہ اور والدین کو مبارکباد پیش کرتا ہے۔

محمود عفا اللہ عنہ ناظم اعلیٰ وفاق المدارس العربیہ پاکستان ملتان

مدرسہ عربیہ دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

رول نمبر	نام	ولدیت	حاصل کردہ نمبر	درجہ
۱	عبدالجلیل	چشتم گل	۳۲۶	وسطیٰ
۲	داد اللہ	محمد ولی	۳۵۲	"
۳	عبدالاحد	عبدالمجید	۳۳۱	"
۴	فتح الرحمان	گل رحمان	۳۲۰	"
۵	عبدالعزیز	جمعہ خان	۲۷۴	ادنیٰ
۶	احسان الحق	امیر گلاب	۲۴۱	"
۷	حبیب محمد	عبدالکبیر	۳۳۹	وسطیٰ
۸	محمد یوسف	محمد گل	۲۹۵	ادنیٰ
۹	حضرت محمد	محمد حسین	۲۹۷	"
۱۰	عبدالشکور	عبدالقدوس	۳۳۸	وسطیٰ
۱۱	محمد گل	محمد علم	۲۵۸	ادنیٰ
۱۲	عبدالستار	حاجی محمد عمر	۲۵۲	ضمنی بخاری
۱۳	نعمت اللہ	رحیم اللہ	۳۳۳	وسطیٰ
۱۴	فضل واحد	عبدالغفور	۳۶۴	علیا
۱۵	شمس العابدین	صاحبزادہ محمد یوسف	۲۹۸	ادنیٰ
۱۶	عبید اللہ	الحسن	۳۷۲	علیا
۱۷	شیر اللہ	حاجی محمد یوسف	۳۶۶	"
۱۸	اسلام الدین	مرجان	۲۴۰	ادنیٰ
۱۹	عبید اللہ	میر داد	۲۴۱	"
۲۰	عبدالقدوس	محمد ایوب	۲۹۷	"
۲۲	محمد غوث	محمد عثمان	۲۷۸	"
۲۴	نور الحق	مولوی یاسین	۲۹۰	ادنیٰ
۲۵	محمد وکیل	عبدالحق	۳۸۹	علیا
۲۶	زرقلم خان	بادشاہ خان	۳۵۱	وسطیٰ
۲۷	نجم الدین	بخت جمال	۳۷۴	علیا
۲۸	محمد علی شاہ	سردار علی شاہ	۳۳۸	وسطیٰ
۲۹	میر سعدی جان	محمد جان	۲۴۱	ادنیٰ
۳۰	عبدالقیوم	مصلح الدین	۲۴۹	"
۳۱	نواز علی خان	محمد حلیم	۳۱۳	وسطیٰ
۳۲	گلزار	یوسف خان	۲۸۶	ادنیٰ
۳۳	شمس الدین	مزمل	۲۵۸	"
۳۴	محمد اعظم	محمد گل	۳۸۴	علیا
۳۵	عطاء اللہ	حبیب اللہ	۲۵۹	ادنیٰ
۳۶	عبدالحنان	عبدالقیوم	۲۶۷	ضمنی ترمذی
۳۷	عبدالمتین	فضل احمد	۳۲۶	وسطیٰ
۳۸	محمد عمر	محمد قاسم	۳۳۶	"
۳۹	بادشاہ زرین	خان زرین	۳۷۳	علیا
۴۰	محمد عیسیٰ	محمد موسیٰ خان	۳۲۴	وسطیٰ
۴۱	نور محمد	لعل محمد	۲۴۳	"
۴۲	احمد شاہ	عبدالقیوم	۴۱۳	علیا
۴۳	سعد الرشید	حافظ محمد سعادت شاہ	۴۱۶	" (سوم)
۴۴	محمد نسیم	فضل حکیم	۲۸۹	ادنیٰ
۴۵	عبدالحکیم	عبدالغنی	۳۵۲	وسطیٰ
۴۶	غلام حبیب	جمع دین	۲۴۹	ادنیٰ
۴۷	محمد فیروز خان	دوا جان	۲۵۰	ادنیٰ
۴۸	عبدالودود	راہبت شاہ	۲۸۱	"
۴۹	امیر تیمور شاہ	جالندھر شاہ	۲۵۲	"
۵۰	بشیر احمد معروف بشیر گل	گلام الدین	۲۸۳	"
۵۱	شبیر علی	عبدالکریم	۲۵۲	"
۵۲	محمد اسماعیل	محمد حسین	۲۷۴	"
۵۳	محمد شریف	محمد صفدر	۲۵۳	ضمنی بخاری
۵۴	مرزا محمد	فتح محمد	۲۸۲	ادنیٰ
۵۶	غلام نبی	دین پاؤ	۲۷۴	"
۵۷	فضل سبحانی	گل زرین	۲۴۹	"
۵۸	عبید اللہ	لعل کریم	۳۸۰	علیا
۵۹	محمد ظاہر شاہ	فضل الرحمٰن	۳۱۹	وسطیٰ
۶۰	عبدالغفور	ملک ملا	۳۵۹	"
۶۱	سراج الدین	باز گل	۳۱۲	"
۶۲	محمد سلام	محمد کلام	۲۴۱	ادنیٰ
۶۳	عبدالودود	محمد اسحاق	۲۷۵	"
۶۴	عنایت اللہ	محمد رضا	۳۵۶	وسطیٰ
۶۵	عبداللطیف	فقیر محمد	۲۶۳	ادنیٰ
۶۶	نور محمد	گل رحمان	۳۱۹	وسطیٰ
۶۹	عبدالرحیم	ملا خدائے رحم	۲۷۲	ادنیٰ
۷۰	محمد مزمل	رحمت گل	۲۵۰	"
۷۱	فضل مولا	عبداللہ	۳۲۳	وسطیٰ
۷۲	عماد الدین	ابو سعید	۲۹۰	ادنیٰ
۷۳	امیر محمد	عبدالغنی	۲۵۱	"
۷۴	دلارم خان	سید محمود	۲۷۴	ضمنی ترمذی
۷۵	ضیاء الحق عرف میر باز خان	رضا خان	۲۵۵	ادنیٰ
۷۶	نیاز الرحمٰن	معیش الدین	۲۸۲	"
۷۷	نعمت گل	محمد شاہ	۲۵۸	"
۷۸	رحمت شاہ	عالم شاہ	۲۹۰	"
۷۹	نور الحق	پیر سید	۲۵۷	"
۸۰	خان ولی	ولی محمد	۲۶۷	"
۸۲	گل بخت	ملا جلاد	۳۱۵	وسطیٰ
۸۳	اکرام اللہ	عبداللہ جان	۲۹۳	ادنیٰ
۸۵	عبدالغنی	صحبت خان	۲۹۸	"
۸۶	نور الحق	جار اللہ	۳۰۸	وسطیٰ
۸۸	شریف احمد	قاضی عبدالکبیر	۲۶۷	ادنیٰ
۸۹	محب اللہ عرف حجاب	عبداللہ عرف جور	۲۶۷	"
۹۰	عبداللہ	مولانا عبدالخالق	۳۳۷	وسطیٰ
۹۱	عزیز الرحمٰن	خائستہ خان	۲۸۳	ادنیٰ
۹۲	محمد گل	جہان شاہ	۲۷۳	"
۹۴	رسول حبیب	لعل حبیب	۴۸	فائتہ
۳۳۲	رضوان اللہ	میرا گل	۵۵	"
۳۳۹	عبدالحکیم	عبدالستار	۴۱	"

مدرسہ اسلامیہ نیو ٹاؤن کراچی ۵

رول نمبر	نام	ولدیت	حاصل کردہ نمبر	درجہ
۹۶	عبدالستار	محمد قاسم	۳۵۲	وسطیٰ

۹۷	نجم عالم	مولوی سیف الرحمٰن	۳۹۹	علیا
۹۸	حسین احمد	عبدالحمید	۳۹۸	״
۹۹	بوستان	برکت شاہ	۲۷۸	ادنیٰ
۱۰۰	فیض الرحمٰن	بادر شاہ	۳۰۵	وسطیٰ
۱۰۱	محمد یار	محمد امام بخش	۳۲۷	״
۱۰۲	محمد یحییٰ عثمان	محمد صدیق الرحمٰن	۳۲۱	״
۱۰۳	گل محمد	عبداللطیف	۳۱۷	״
۱۰۴	شرف الدین	عبدالکریم	۳۳۳	״
۱۰۵	محمود الحسن	محمد کلیم الدین احمد	۳۹۵	علیا
۱۰۶	غلام محمد	غلام حسن	۳۱۷	وسطیٰ
۱۰۷	محمد فرید	عبدالجلیل	۳۵۹	״
۱۰۸	رحیم اللہ	عبیداللہ	۳۱۱	״
۱۰۹	علی اکبر	زرباز خان	۳۲۳	״
۱۱۰	غلام رسول	محمد شریف	۳۴۳	علیا (اوّل)
۱۱۱	محمد ابراہیم	عبدالصبور	۳۳۲	وسطیٰ
۱۱۲	عبدالسلام	عبدالعزیز	۳۸۳	علیا
۱۱۴	محمد عبدالمقتداء	عبدالمتین	۳۴۶	وسطیٰ
۱۱۵	فضل معبود	نعیم اللہ	۳۳۴	״
۱۱۶	غلام محمد	شیر محمد	۳۰۶	״
۱۱۷	رفیق احمد	عبدالقادر	۳۳۲	״
۱۱۸	گل محمد	عرض محمد	۳۰۳	״
۱۱۹	محمد اعزاز الحسن شاہ	سید راجہ شاہ	۳۸۵	علیا
۱۲۰	سلطان محمد	امیر جان	۲۹۶	ادنیٰ
۱۲۱	محمد اعظم	امیر عالم	۳۲۷	وسطیٰ
۱۲۲	فضل الحق	واعظ الدین	۲۸۸	ادنیٰ
۱۲۳	محمد عبدالحی	عبدالعزیز	۳۲۶	وسطیٰ
۱۲۴	لطف الرحمٰن	سیف الرحمٰن	۲۹۶	ادنیٰ
۱۲۵	عبدالباسط	عبدالغنی	۲۹۱	״
۱۲۶	محبوب عالم	شیخ عبدالرشید	۳۱۲	وسطیٰ

مدرسہ عربیہ مظہر العلوم۔ کھڈہ کراچی ۲

۱۲۷	عبدالقادر	غلام حسین	۲۷۷	ادنیٰ
۱۲۸	کریم بخش	مولوی قمر الدین	۳۴۰	وسطیٰ
۱۲۹	محمد حسین	محمد مراد	۲۴۲	ادنیٰ
۱۳۰	محمد عمر ڈیروی	احمد خان	۲۶۷	״
۱۳۱	حافظ رب نواز	محمد سرفراز	۲۴۲	״
۱۳۲	گل شیر	حقیق اللہ	۲۴۳	״
۱۳۳	عبدالقدوس	عبدالستار	۲۹۲	״
۱۳۴	غلام کبریا	مولوی محمد یحییٰ	۲۵۱	״

مدرسہ عربیہ دار العلوم العربیہ ٹل ضلع کوہاٹ

۱۳۷	طلاء محمد	محمد عبدالباقی	۲۴۶	ادنیٰ
۱۳۸	یار محمد	جان محمد	۲۴۰	״
۱۳۹	عبدالحی	محمد ایوب	۲۴۳	״
۱۴۰	عبدالمالک	محمد شجاع	۲۴۰	״

۱۴۱	میراجان	محمد امین	۲۹۶	ادنیٰ
۱۴۲	اختر محمد	سرور خان	۲۵۵	״
۱۴۵	عاشور بیگ	فخور بیگ	۲۶۴	״
۱۴۶	عبداللہ خان	حیات خان	۲۷۵	״
۱۵۰	فیض اللہ جان	محمد خان	۲۶۸	״
۱۵۱	صاحب جان	لعل دین	۲۴۶	״
۱۵۳	محمد عمر	شمس الدین	۲۶۵	״
۱۵۴	صاحب جان	سربلند	۲۵۴	״
۱۵۵	عبدالجلیل	محمد سلیم	۲۷۰	״
۱۵۶	سید بادشاہ	نورالحق	۲۶۷	״
۱۵۷	فضل الرحمان	گل محمد	۳۵۵	وسطیٰ
۱۵۸	غلام سید	سید نور	۲۸۸	ادنیٰ
۱۵۹	محمد عیسیٰ	شیر گل	۳۱۸	وسطیٰ
۱۶۱	محمد امین	عبدالسلام	۲۸۰	ادنیٰ
۱۶۲	سعادت خان	عبدالسلام	۲۷۴	״
۱۶۳	تاج محمد	گل احمد	۲۵۹	״
۱۶۴	سید لعل بادشاہ	خائستہ سعید	۲۴۷	ضمنی بخاری
۱۶۶	جمال الدین	گلاب دین	۲۶۹	ادنیٰ
۱۶۷	محمد مہدی	عبدالجلیل	۲۶۲	ضمنی بخاری
۱۷۰	سید محمد ابراہیم	سید حیدر	۳۱۷	وسطیٰ
۱۷۱	نجم الدین	محمد اکبر	۲۷۰	ضمنی ترمذی
۱۷۲	محمد اسلم	محمد حسن	۲۷۶	ادنیٰ
۱۷۴	سیف الدین	امیر	۲۶۲	״
۱۷۵	زرغون شاہ	محمد خدری	۲۸۶	״
۱۷۶	لعل محمد	حاجی وزیر محمد	۲۷۸	״

مدرسہ عربیہ مطلع العلوم کوئٹہ

۱۷۷	عبدالسلام	نبی بخش	۲۸۲	ادنیٰ
۱۷۸	محمد حیات	رحمت اللہ	۳۰۹	وسطیٰ
۱۷۹	عبدالہادی	حاجی یار محمد	۲۸۹	ادنیٰ
۱۸۱	رحمت اللہ	نصر اللہ	۳۴۵	وسطیٰ
۱۸۲	سعد اللہ	یار الدین	۲۷۶	ادنیٰ
۱۸۳	عبدالحق	عبدالغفور	۲۷۰	״
۱۸۴	محمد نواز	محمد ایاز خان	۳۴۰	وسطیٰ
۱۸۵	محمد صدیق شاہ	عظیم شاہ	۳۰۹	״
۱۸۶	محمد اکرم	امداد خان	۲۶۷	ادنیٰ
۱۸۷	شیر احمد	غلام غوث	۳۰۳	وسطیٰ
۱۸۸	اللہ نور	سلطان جان	۲۶۴	ادنیٰ

مدرسہ عربیہ معراج العلوم اندرون لکی گیٹ بنوں

۱۸۹	محمد حلیم	رجب گل	۲۶۰	ادنیٰ
۱۹۰	عبدالرؤف	شیر زمان	۲۶۵	״
۱۹۱	مصلح الدین	شرف الدین	۲۸۶	״
۱۹۲	گل شیر محمد خان	مولوی امیر صاحب خان	۲۸۲	״
۱۹۵	محمد جان	مہربان	۲۷۰	״

۱۹۶	محمد قاسم شاہ	شاہ حسن	۲۹۵	ادنیٰ
۱۹۷	حبیب اللہ	عبدالحنان	۲۷۴	״

مدرسہ عربیہ اشاعت العلوم لائلپور

۱۹۹	خلیل احمد	محمد شفیع	۲۷۹	ادنیٰ
۲۰۰	عبداللہ	ریحان الدین	۲۴۵	״
۲۰۲	عبدالباسط	عبدالماجد	۲۵۰	״
۲۰۳	عبدالقادر	نورالسلام	۳۶۲	علیا
۲۰۴	محمد یوسف	سراج الدین	۲۷۳	ادنیٰ
۲۰۵	عبداللہ سلیم	حاجی محمد سلیمان	۴۶	فائز

مدرسہ عربیہ اشرف المدارس لائلپور

۲۰۶	محمد ناصر الدین	احمد علی	۲۹۲	ادنیٰ
۲۰۷	عبدالرشید	عبدالعزیز	۲۶۰	״
۲۰۸	محمد الیاس	محمد ابراہیم	۲۷۷	״
۲۰۹	عبدالرؤف	حافظ اکبر علی	۲۶۹	״

مدرسہ عربیہ دار العلوم سرحد۔ محلہ آسیا۔ پشاور شہر

۲۱۰	محمد ولاور	احمد جی	۲۴۱	ادنیٰ
۲۱۱	محمد سعید	احسان اللہ	۲۹۴	״
۲۱۳	محمد سعید	ملک خان	۳۱۱	وسطیٰ
۲۱۹	سلطان شاہ	عبداللطیف	۲۵۵	ادنیٰ
۲۲۲	قدیر محمد	امیر احمد	۳۰۸	وسطیٰ
۲۲۵	شتاب گل	حفت گل	۲۶۴	ادنیٰ
۲۲۶	پیاؤ خان	بادل خان	۲۵۱	״
۲۲۷	خان محمد	زیدی گل	۲۷۳	״
۲۲۸	گل محمد	حضرت میر	۲۷۶	״
۲۲۹	محمد انور	فدا محمد	۲۵۴	״
۲۳۰	در مختار	رسول برکت	۲۵۵	״
۲۳۱	نظر محمد	فضل محمد	۲۷۰	״
۲۳۲	عبدالوہاب	بولہ	۲۹۷	״
۲۳۳	محمد غفران	رسول برکت	۳۰۱	وسطیٰ
۲۳۴	عنایت اللہ	حنیف اللہ	۲۴۶	ادنیٰ
۲۳۵	اللہ داد	محمد عیسیٰ	۲۶۵	״
۲۳۶	عبدالحمید	محمد ضیاء	۲۵۸	״

مدرسہ عربیہ دار العلوم نعمانیہ اتمانزئی، ضلع پشاور

۲۳۹	حافظ عبیداللہ	عبدالحکیم	۲۹۲	ادنیٰ
۲۴۰	عباداللہ	فضل الٰہی	۳۸۵	علیا
۲۴۲	رحمت اللہ	رسول گل	۳۰۲	وسطیٰ
۲۴۵	صالح محمد	فقیر محمد	۲۸۷	ادنیٰ
۲۴۶	سیف الرحمٰن	عبدالخالق	۲۹۱	״
۲۴۸	عبدالواسع	عبدالقیوم	۴۰	فائز

۲۵۰	بادشاہ حضرت	گل حضرت	۳۱۴	وسطیٰ

مدرسہ عربیہ خیر المدارس ملتان

۲۵۷	حامد علی	مولوی عبدالحی	۳۱۳	وسطیٰ
۲۵۸	غلام مرتضیٰ	مولوی عبدالمجید	۳۶۳	علیا
۲۵۹	محمد اسلم	سردار خان	۳۸۰	〃
۲۶۰	رشید احمد	محمد شریف	۳۸۸	〃
۲۶۲	عبدالرحمٰن	عبدالکریم	۳۱۳	وسطیٰ
۲۶۳	عبدالحمید	مولوی محمد قاسم	۳۳۴	〃
۲۶۴	محمد سلیمان	حافظ غلام رسول	۳۶۵	علیا
۲۶۵	عطاء الرحمٰن	حاجی شاد محمد	۳۰۰	وسطیٰ
۲۶۶	حبیب اللہ	اللہ بخش	۳۵۵	〃
۲۶۷	عبدالجبار	مہربان علی انصاری	۳۴۶	〃
۲۶۸	محمد فاضل	رانا رحیم بخش	۲۷۴	ادنیٰ
۲۶۹	عبدالخالق	نور محمد	۲۹۲	〃
۲۷۰	منظور احمد	مولوی منصور احمد	۳۲۳	وسطیٰ
۲۷۱	عبدالرحیم	صوفی سکندر خان	۳۷۱	علیا
۲۷۲	عبدالمجید	مولوی اللہ رکھا	۳۶۹	〃
۲۷۳	منظور احمد	مہابل بخش	۳۴۱	وسطیٰ
۲۷۵	عبدالرحمٰن	محمد امین	۳۵۶	〃
۲۷۶	غلام یٰسین	خان محمد	۳۱۰	〃
۲۷۷	خلیل احمد	پیر بخش	۲۸۰	ادنیٰ
۲۷۸	عزیز احمد	مولانا محمد عبداللہ صاحب	۳۳۳	وسطیٰ
۲۷۹	سید محمد ضیاء بخاری	مولانا اکبر علی شاہ بخاری	۲۷۳	ادنیٰ

جامعہ رشیدیہ ساہیوال

۲۸۰	عبدالغفار	عبدالعزیز	۳۷۶	علیا
۲۸۱	غلام رسول	مولوی عمر دین	۳۳۷	وسطیٰ
۲۸۲	محمد ارشد	مولوی شاہ محمد	۳۳۰	〃
۲۸۳	احمد دین	مولوی عبدالرحمٰن	۳۵۹	〃
۲۸۴	اللہ بخش	قادر بخش	۳۶۳	علیا
۲۸۵	حافظ نور احمد	رحمت علی	۳۳۳	وسطیٰ
۲۸۶	رشید احمد	قاری محمد صدیق	۳۳۷	〃
۲۸۷	محمد اسحاق	مولوی محمد صدیق	۳۱۷	〃
۲۸۸	فضل حق	اللہ یار	۳۰۷	وسطیٰ
۲۸۹	عبدالغنی	محمد اسماعیل	۲۹۴	ادنیٰ

مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۲۹۰	محمد ابراہیم	مولوی عبدالکریم	۳۴۰	وسطیٰ
۲۹۱	ریاض الدین	عزت خان	۳۰۸	〃
۲۹۲	محمد ڈیروی	محمد امین	۳۷۲	علیا
۲۹۳	حسن محمد معین الدین	الحاج عمر وزعلی	۳۵۳	وسطیٰ
۲۹۴	سعید علی ضیاء	مولانا فیض احمد صاحب	۳۴۰	〃
۲۹۵	عبدالکریم	محمد رمضان	۲۹۳	ادنیٰ

۲۹۶	غلام حیدر	غلام حسن	۲۸۵	ادنیٰ
۲۹۷	محمد اسحاق	تاج محمد	۳۳۴	وسطیٰ
۲۹۸	محمد حسن	عبدالرحمٰن	۲۷۲	ادنیٰ
۲۹۹	محمد یعقوب	غلام محمد	۳۶۹	علیا
۳۰۰	حافظ عبدالجلیل	عبدالحق	۳۰۲	وسطیٰ
۳۰۱	شبیر احمد	غلام محمد	۲۸۳	ادنیٰ
۳۰۳	محمد ارشد	دوست محمد	۲۷۳	〃
۳۰۴	عبدالرؤف	الٰہی بخش	۲۹۴	〃
۳۰۵	عزیز اللہ	حاجی عطا محمد	۲۶۹	〃
۳۰۶	عبدالرشید	کریم بخش	۳۰۳	وسطیٰ
۳۰۷	غلام محی الدین	مولوی نور محمد	۳۳۲	〃
۳۰۸	سمیع اللہ قریشی	مولوی عبدالقدوس	۳۳۰	〃
۳۰۹	گل محمد	محمد حلیم	۳۱۴	〃
۳۱۰	محمد حنیف	غلام رسول	۲۵۳	ادنیٰ
۳۱۱	محمد شفیق	حاجی خدائے رحیم	۳۳۰	وسطیٰ
۳۱۲	منظور الحق	امام بخش	۲۴۳	ادنیٰ
۳۱۳	الٰہی بخش	غلام حسن	۳۱۶	وسطیٰ
۳۱۴	محمد نواز	عبدالرحیم	۳۲۲	〃
۳۱۵	اللہ بخش	محمد مسلم	۲۸۵	ادنیٰ
۳۱۶	نذیر احمد	رحمت اللہ	۲۹۵	〃
۳۱۷	محمد عبدالرزاق	مفتی عبدالقدوس	۳۳۲	وسطیٰ
۳۱۸	محمد عبدالمالک خلیل	مفتی عبدالقدوس	۳۲۰	〃
۳۱۹	عطاء اللہ	رحمت اللہ	۲۷۸	ادنیٰ
۳۲۰	محمد عبداللہ	غلام رسول	۲۴۰	〃
۳۲۱	شبیر محمد	مولوی صالح محمد	۲۹۸	〃
۳۲۲	حفیظ الرحمٰن	غلام سرور	۳۱۹	وسطیٰ
۳۳۴	تاج الدین	فقیر محمد	۳۲۲	〃
۳۳۵	محمد داؤد	مولوی غلام احمد	۳۶۸	علیا
۳۳۶	عبدالرحمٰن	مولوی عطاء محمد	۳۶۴	〃
۳۳۷	منظور احمد	شیخ محمد یار	۳۲۲	وسطیٰ
۳۳۸	محمد عبداللہ	میاں عبدالخالق	۳۳۲	〃

مدرسہ عربیہ دار العلوم عیدگاہ، کبیر والا

۳۲۳	عبدالقادر	حافظ غلام سرور	۴۲۰	علیا
۳۲۵	محمد خان	محمد یعقوب	۳۴۱	وسطیٰ
۳۲۶	غلام یٰسین	عبدالرشید	۳۲۷	〃
۳۲۷	عبدالشکور	غلام مرتضیٰ	۲۵۹	ادنیٰ
۳۲۸	محمد اسلم	محمد اشرف	۲۵۰	وسطیٰ
۳۲۹	محمد قاسم	عبدالسلام	۳۷۸	علیا

مدرسہ عربیہ قاسم العلوم فقیروالی

۳۳۱	حسین احمد	عبدالواحد	۳۵۷	وسطیٰ

"تم میں سے بہترین شخص وہ ہے جو قرآن سیکھے اور سکھائے"
(الحدیث)

بقیہ: اداریہ

رپورٹ میں ملاحظہ فرما چکے ہیں جس میں برخود غلط مقلدین یورپ نے (جو کتاب و سنت کے ابجد سے بھی واقف نہ تھے) مجتہدین اسلام بن کر ایسے ایسے مسائل کا استنباط فرمایا ہے کہ فطرتِ سلیمہ ان کے سننے سے اِباء کرتی ہے۔

اب اگر علماء کرام حاملین کتاب و سنت کنج عافیت میں بیٹھ کر تماشہ دیکھتے رہے اور خدانخواستہ اپنی ذمہ داری کے احساس سے غافل ہو کر میدان حزبِ مخالف کے لئے خالی چھوڑ گئے اور عامۃ المسلمین کی رہنمائی کے اہم فریضہ سے پہلوتہی کر گئے تو واللہ العظیم اس ملک میں اسلام کے نام پر جو کفر نافذ ہوگا اس میں بلاواسطہ نہ سہی بالواسطہ وہ بھی مجرم ہوں گے اور خدائے واحد و قہار کی گرفت سے نہ بچ سکیں گے۔

اعاذنا اللہ وایاکم من غضب اللہ

اس دعوت نامے کی عبارت کا بغور مطالعہ فرمائیے اور خود ہی فیصلہ کیجئے کہ مفتی محمود صاحب نے دستور ۵۶ء کی حمایت کی تھی یا اسلام کے نام پر جو کفر نافذ کیا جا رہا تھا اس کی خطرناکیوں سے پیشگی آگاہ کیا تھا؟

بقیہ: توبہ کی حقیقت

روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ گناہ سے توبہ کر لینے والا گنہگار بندہ بالکل اس بندہ کی طرح ہے جس نے گناہ کیا ہی نہ ہو۔

مطلب یہ ہے کہ سچی اور مخلصانہ توبہ کے بعد گناہ کا کوئی اثر اور داغ دھبہ باقی نہیں رہتا اور بعض روایات میں ہے کہ آدمی گناہوں سے توبہ کے بعد ایسا بے گناہ ہو جاتا ہے جیساکہ وہ اپنی پیدائش کے وقت بے گناہ تھا (کیَوْمٍ وَلَدَتْهُ اُمُّهٗ) توبہ کا نتیجہ صرف اتنا ہی نہیں ہوتا کہ گناہ معاف ہو جائیں بلکہ تائب بندہ اللہ کا محبوب

اور پیارا بن جاتا ہے اور اس کی توبہ سے اس کو بیحد خوشی ہوتی ہے۔

غفاریت کے ظہور کیلئے گناہوں کی ضرورت

عَنْ اَبِیْ اَیُّوْبَ اَنَّہٗ قَالَ حِیْنَ حَضَرَتْہُ الْوَفَاۃُ، کُنْتُ کَتَمْتُ عَنْکُمْ شَیْئًا سَمِعْتُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سَمِعْتُہٗ یَقُوْلُ: لَوْ لَا اَنَّکُمْ تُذْنِبُوْنَ لَخَلَقَ اللّٰہُ خَلْقًا یُذْنِبُوْنَ یَغْفِرُلَھُمْ۔ (رواہ مسلم)

حضرت ابو ایوب انصاریؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے اپنی وفات کے وقت فرمایا کہ میں نے ایک بات جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی تھی اور تم سے اب تک چھپائی تھی (اب جب کہ میرا آخری وقت ہے وہ میں تم کو بتاتا ہوں اور وہ امانت تمہارے سپرد کرتا ہوں) میں نے حضور علیہ السلام کو ارشاد فرماتے سنا۔ آپؐ فرماتے تھے کہ اگر بالفرض تم سب (ملائکہ کی طرح) بے گناہ ہو جاؤ اور تم سے کوئی گناہ سرزد نہ ہو تو اللہ اور مخلوق پیدا کرے گا جن سے گناہ بھی سرزد ہوں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت کا فیصلہ فرمائے گا (اور اس طرح اس کی شانِ غفاریت کا ظہور ہوگا)

تشریح اس حدیث سے یہ سمجھنا کہ اللہ تعالیٰ کو معاذاللہ گناہ مطلوب ہیں اور وہ گنہگاروں کو پسند کرتا ہے اور آپؐ کے اس ارشاد کے ذریعہ گناہوں اور گنہگاروں کی ہمت افزائی فرمائی ہے بڑی جاہلانہ غلط فہمی ہوگی۔

اللہ تعالیٰ کے نبیوں کی بعثت کا تو مقصد ہی یہ ہے کہ لوگوں کو گناہوں سے بچایا جائے اور نیک عملوں کی "ترغیب دی جائے"۔ دراصل حدیث کا منشاء اور مدعا اللہ تعالیٰ کی شانِ غفاریت کو ظاہر کرنا ہے اور مطلب یہ ہے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ کی صفتِ خالقیت کے ظہور کے لئے ضروری ہے کہ کوئی مخلوق پیدا کی جائے اور صفتِ رزاقیت کے لئے ضروری ہے کہ کوئی مخلوق ہو جس کو رزق کی ضرورت ہو اور اللہ تعالیٰ اس کو رزق عطا فرمائے۔ جس طرح اللہ تعالیٰ کی صفتِ ہدایت کے لئے ضروری ہے کہ کوئی مخلوق ہو جس میں ہدایت لینے کی صلاحیت ہو، اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے اُسے ہدایت ملے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کی شانِ غفاریت کے لئے ضروری ہے کہ کوئی ایسی مخلوق ہو جس سے گناہ بھی سرزد ہوں پھر وہ اللہ تعالیٰ سے استغفار کرے اور گناہوں کی بخشش چاہے اور پھر اللہ تعالیٰ اُس کی مغفرت و بخشش کا فیصلہ فرمائے۔ اس لئے ناگزیر ہے اور ازل سے طے ہے کہ اس دنیا میں گناہ کرنے والے بھی ہوں گے، ان میں سے جن کو توفیق ملے گی وہ استغفار بھی کریں گے اور اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت کا فیصلہ بھی فرمائے گا، اور اس طرح اس کی صفتِ مغفرت اور شانِ غفاریت کا ظہور ہوگا۔

حضرت ابو ایوب انصاریؓ نے حضور علیہ السلام کے اس ارشاد کا اپنی زندگی میں اس خیال سے کبھی تذکرہ نہیں کیا کہ کم فہم لوگ غلط فہمی میں مبتلا نہ ہو جائیں۔ پھر اپنے آخری وقت میں اپنے خاص لوگوں سے اظہار فرما کر امانت گویا ان کے سپرد کر دی۔ یہی مضمون الفاظ کے تھوڑے سے فرق کے ساتھ صحیح بخاری و مسلم میں حضرت ابوہریرہؓ سے بھی مروی ہے۔

(الفرقان ۔ معارف الحدیث مولانا محمد منظور نعمانی)

*

(6508)

بچوں کا صفحہ

اکابرِ اُمّتِ محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم

مرتبہ: حافظ غلام مصطفٰی کرنالوی

حضرت سعید بن مسیّب تابعی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت سعید بن مسیّبؒ تابعین میں بہت بڑا مرتبہ رکھتے ہیں۔ ایک دن مدینہ منورہ کی گلیوں میں بیٹھے ہوئے تھے بادشاہ ولید اموی حج کے بعد مدینہ آیا۔ ان دنوں مدینہ منورہ کے گورنر حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ تھے۔ خلیفہ ولید کی آمد پر لوگ مسجد سے باہر کر دئے گئے۔ لیکن حضرت سعید بن مسیّبؒ جہاں بیٹھے تھے وہیں بیٹھے رہے۔ اور فرمایا یہ عجیب خلیفہ ہے کہ خانۂ خدا سے لوگوں کو نکالتا ہے اور بیٹھنے نہیں دیتا۔ جب خلیفہ مسجد کے دروازے پر آ گیا تو پہرہ داروں نے کہا کہ خلیفہ آ گیا ہے سلام کے لئے اٹھئے۔ آپ نے فرمایا خدا کے گھر میں دو کا سلام نہیں ہوتا اور نہ مسجد میں امتیاز کی ضرورت ہے مسجد میں بادشاہ کو ایک مسلمان کی حیثیت سے آنا چاہئے خلیفہ کی نظر جب سعیدؒ پر پڑی تو پوچھا کہ کون ہیں۔ عمر بن عبدالعزیزؒ کو سعیدؒ کا ادب ملحوظ خاطر تھا اور ان کے زہد و ورع کے وہ قائل تھے، کہا یہ سعید ہیں بصارت میں فرق آ گیا ہے۔ دیکھتے تو کھڑے ہو جاتے اور سلام کرتے۔ خلیفہ نے کہا میں خود ان کے پاس جاؤں گا۔ چنانچہ خلیفہ نے ان کا حال پوچھا، تو بے رُخی سے فرمایا "الحمد للہ خیریت ہے"۔

حضرت سعید بن مسیّب نے کبھی کسی بادشاہ کے عطیّہ کو قبول کرنا گوارا نہ فرمایا۔ اور کبھی سلطنت کے وظیفہ خوار نہ بنے۔ زبان اظہارِ حق کے لئے ہمیشہ بے باک رہی۔ ایک دن خلیفہ ہشام اموی کا قاصد ان کے سامنے سے گذرا۔ اس کو پاس بلا کر فرمایا کہ بنی مروان کو تم کس حال میں چھوڑ آئے ہو۔ وہ بولا۔ بخیریت۔ فرمایا تم نے اس حال میں چھوڑا ہے کہ کتوں کو کھلاتے ہو اور انسانوں کو بھوکا دیکھتے ہو۔ یہ سن کر قاصد کا چہرہ غصے سے سرخ ہو گیا۔ اس کے چلے جانے کے بعد ملنے والوں نے کہا اپنی جان کے درپے کیوں ہو۔ جواب دیا کہ جب تک میں حق پر ہوں خدا تعالیٰ مجھ کو بے یار و مددگار نہ چھوڑے گا۔

حضرت ابو حازم رحمۃ اللہ علیہ

حضرت ابو حازم علیہ الرحمۃ فرماتے تھے کہ میں نے علماء کا وہ دَور دیکھا ہے کہ جب امراء اور سلاطین ان کے پاس آتے تھے اور ان کے دروازوں پر غلاموں کی طرح کھڑے ہوتے تھے، اور اب یہ دیکھ رہا ہوں کہ فقہاء، علماء اور عبّاد امراء سلاطین کے دروازہ پر پہنچ رہے ہیں۔ امراء و سلاطین نے یہ حال دیکھا تو ان کو چھوٹا اور حقیر سمجھنے لگے اور یہ خیال کرنے لگے کہ جو چیز ہمارے ہاتھوں میں ہے (یعنی مال و دولت دنیوی) یہ اس سے بہتر ہے جو ان کے ہاتھ میں ہے یعنی دین اسلام۔ اور فرمایا کرتے جب کوئی ایسے زمانے میں داخل ہو کہ لوگ عمل کی بہ نسبت باتوں سے زیادہ خوش ہوں تو سمجھ لے۔ کہ بدترین لوگوں اور بدترین دَور سے گذر رہا ہے۔

ایک یمنی زاہد حجاج بن یوسف کے دربار میں

طاؤس الحرمین ذکوان بن کیسان علما تابعین میں رئیس العلماء کے لقب سے مشہور تھے۔ پچاس صحابہؓ کی زیارت کی تھی۔ اپنی عمر میں چالیس حج کئے۔ بے مثل فقیہہ، عالم اور پرہیزگار تھے ۱۰۶ھ میں بعمر ۹۷ سال مکہ معظمہ میں انتقال ہوا۔ حجاج ابن یوسف ثقفی اس زمانہ میں مکہ کا حاکم تھا۔ اس نے آپ کو اپنے دربار میں طلب کیا۔ آپ تشریف لے گئے۔ اس نے داہنی جانب مسند کے قریب جگہ دی۔

کچھ باتیں ہو رہی تھیں کہ یمن سے ایک شخص آیا۔ حجاج نے اپنے بھائی محمد بن یوسف حاکم یمن کی خیریت دریافت کی۔ یمنی زاہد بولا۔ جب سے اس کو چھوڑا ہے وہ اس حال میں ہے کہ ریشمی لباس زیبِ جسم ہے۔ حجاج نے کہا میرا مطلب اس کے عادات و اطوار سے ہے۔ یمنی زاہد بولا۔ "حجاج! مت پوچھ تجھے شرمندگی ہوگی۔ اگر سننا ہی چاہتا ہے تو سُن۔ وُہ ظالم، بدکردار، ستمگر اور خالق اکبر کا نافرمان ہے"۔ حجاج نے آنکھیں بدل کر اور تیوری چڑھا کر کہا۔ کہ تم کو یہ خبر ہے وہ میرا بھائی ہے اور میرے نزدیک اس کا کیا مرتبہ ہے یمنی زاہد بولا "سب کچھ جانتا ہوں۔ مگر میری زبان نہ کھلوا"۔ حجاج یہ سن کر خاموش ہو گیا۔ یمنی زاہد بلا اجازت چلا گیا۔ طاؤس الحرمین بھی ان کے پیچھے چلے گئے وہ رئیس العلماء کے لقب سے مشہور تھے۔ جا کر دامن پکڑ لیا۔ اور کہا۔ "اے شیخ! میں آپ کی صحبت سے مستفید ہونا چاہتا ہوں"۔ یمنی زاہد بولا۔ "اے طاؤس! جو لوگ امراء اور سلاطین کی مسند پر پہلو بہ پہلو بیٹھے ہوں ان کو بوریہ نشینوں کی صحبت سے کیا حاصل ہو سکتا ہے۔ حالانکہ تم خوب واقف ہو کہ عوام النّاس تم سے شرعی مسائل میں رجوع کرتے ہیں اور فتوے پوچھتے ہیں"۔ طاؤس الحرمین بولا "آپ نے سچ کہا۔ لیکن جیسا ہے ہمارا امیر ہے اور ہم پر امیر بنایا گیا ہے آپ بھی تو اس کے طلب کرنے پر چلے آئے"۔ یمنی زاہد بولا "جب آپ کو حاکم تک رسائی حاصل ہے، رعایا کی صحیح ترجمانی کیوں نہیں کرتے

کیوں حق کی رغبت اور عدل و انصاف کی طرف اس کی طبیعت مائل نہیں کرتے طاؤس کیا تم خدا کی نسبت بندوں کا خوف زیادہ غالب ہے"۔ طاؤس پر رقت طاری ہو گئی۔ بعد میں آپ نے جو کچھ فرمایا سچ فرمایا۔ میں اپنے عمل سے شرمندہ ہوں، تائب ہوتا ہوں اور خدا سے اپنی بخشش کی دُعا کرتا ہوں۔ آپ سے یہ میری آخری التجا ہے۔ کہ کچھ عرصہ اپنی صحبت سے مستفید ہونے کا موقعہ مرحمت فرمائیں۔ یمنی زاہد نے کہا۔ "خدا تم کو حسن عمل کی توفیق عطا فرمائے"

رجسٹرڈ ایل نمبر ۶۰۴۷

The Weekly "KHUDDAMUDDIN"

LAHORE (PAKISTAN)

ٹیلیفون نمبر ۶۷۵۴۵

منظور شدہ محکمۂ تعلیم (۱) لاہور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری G/۱۶۳۲۱ مورخہ ۳ مئی ۱۹۵۶ء (۲) پشاور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری T.B.C ۲۳۷-۲۸۱ ۲ مورخہ ستمبر ۱۹۵۶ء (۳) کوئٹہ ریجن بذریعہ چٹھی نمبری DD ۹-۲-۷۶۷۸/۳۹ مورخہ ۲۴ اگست ۱۹۶۴ء (۴) راولپنڈی ریجن بذریعہ میمو نمبر G۱۸۲/۴۰-۵۳۱۰ مورخہ ۱۳ مارچ ۱۹۶۷ء

بدل اشتراک ہفت روزہ خدام الدین لاہور

پاکستان اور انڈیا میں سالانہ چندہ	..	۱۱
" " ششماہی	..	۶
" " "	..	۳
سعودی عرب بذریعہ ہوائی جہاز سالانہ چندہ	..	۴۲
" " بحری جہاز	..	۱۵
ہوائی ڈاک ششماہی	..	۲۱
" بحری	..	۱۱
انگلینڈ بذریعہ ہوائی ڈاک سالانہ	۴۰	۷۳
" " بحری	۸۰	۲.۲

انڈیا کے خریدار اپنا چندہ منیجر ماہنامہ "الفرقان" کچہری روڈ لکھنؤ ارسال کر کے ڈاک خانہ کی رسید ہمیں ارسال کر دیں۔

(سرکولیشن منیجر)

قرآن عزیز

تجلیۂ جدیدہ

دیدہ زیب — رنگین

عکسی طباعت سے مزین

مرتبہ: حضرت مولانا احمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

کم و بیش ایک لاکھ کے مصرف سے تین سال کی محنت شاقہ کے بعد چھپ کر تیار ہو گیا ہے۔

ہدیہ

مجلد قسم اول	مجلد قسم دوم	مجلد قسم سوم
آفسٹ پیپر	کرنافلی سفید کاغذ	مکینیکل گلیز کاغذ
	-/۱۲ روپے	-/۹ روپے

محصول ڈاک دو روپے فی نسخہ زائد ہو گا۔

فرمائش کے ساتھ کل رقم پیشگی آنا ضروری ہے۔

وی۔پی نہ بھیجا جائے گا۔

تاجرانہ رعایت کے لیے لکھیں۔

ملنے کا پتہ: شعبۂ تالیف و اشاعت انجمن خدام الدین دروازہ شیرانوالہ لاہور

صادق انجینئرنگ ورکس لمیٹڈ (ویسٹ پاکستان)

بیرون شیرانوالہ گیٹ لاہور

شیخ المشائخ قطب الاقطاب اعلیٰ حضرت مولانا و سیدنا تاج محمود امروٹی نور اللہ مرقدہ

رعایتی ہدیہ فی جلد ۵/۵۰ ڈاک خرچ ۱/۵۰

کل -/۷ روپے پیشگی بھیج کر طلب فرمائیں

دفتر انجمن خدام الدین شیرانوالہ دروازہ لاہور

فیروز سنز لمیٹڈ لاہور میں باہتمام عبید اللہ انور پرنٹر چھپا اور دفتر خدام الدین شیرانوالہ گیٹ لاہور سے شائع ہوا۔